هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی
سرپرستان ۔ معاونین ۔ عام خریداران ۔ ششماہی ۔ بیرون ہند
۵۰/ ۱۲/ ۵/ ۳/ ۸ شلنگ
قیمت فی پرچہ ۱/ ۔ منیجر ۔ رشید احمد خان احمدی

تاریخہائے اشاعت :- ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ جمادی الاول ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۴ ماہ احسان ۱۳۱۹ ہش مطابق ۱۴ جون ۱۹۴۰ء | نمبر ۲۲

دارالامان کا ہفتہ

(۱) ۱۳ احسان / ۱۳ جون ۔ ہفتہ زیر اشاعت میں سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو پیچش کی تکلیف رہی ۔ ابھی تک صحت کلی نہیں ہوئی ۔ تکلیف باقی ہے ۔ احباب صحت کامل کے لئے دعائیں کریں ۔

(۲) حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے ۔

(۳) یہ خبر نہایت افسوس سے لکھی جاتی ہے ۔ کہ ۱۰ جون بروز سوموار ۹ بجے شب کے حکیم مفتی فضل الرحمن صاحب جو کہنہ مشق اور تجربہ کار طبیب اور حضرت خلیفہ اول نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کے داماد اور شاگرد تھے ۔ بعارضہ فالج کچھ مدت بیمار رہ کر انتقال کر گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ ۱۱ جون کو بعد عصر مرحوم کا جنازہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے باوجود ناسازی طبیعت کے تشریف لاکر پڑھایا ۔ اور بوجہ موصی نہ ہونے کے عام قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا ۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے قدیم و جدید متعلقین سے دلی ہمدردی ہے ۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے ۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے ۔ آمین ۔

مُردوں کو زندگی کا شیریں پیام تو ہے

(حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے خطاب)

اے میرے دل کے مالک ! عالی مقام تو ہی
ذی الاحتشام تو ہی ذی الاحترام تو ہے

اولاد تیری گویا ہیں آسماں کے تارے
اور سب پہ نور افشاں ماہِ تمام تو ہے

چھایا ہوا ہے سب پر محویتوں کا عالم
جب سے کہ جلوہ فرما بالائے بام تو ہے

علم و عمل پہ تیرے حیران دنیا والے
جس کو دیا خدا نے محمود نام تو ہے

دعویٰ تھا لاکھ اپنی طاقت کا ان کو لیکن
آگے نکل گیا جو وہ تیز گام تو ہے

بیمارِ غم کی راحت وابستہ تیرے دم سے
مُردوں کو زندگی کا شیریں پیام تو ہے

زاہد کی یہ نمازیں سب ہیچ اس کے آگے
جس کا قعود تو ہے جس کا قیام تو ہے

مجھ کو بھی اب خدارا اس کا پتہ بتا دے
جس مردِ باخدا کا احسنؔ غلام تو ہے

(خاکسار "احسن اسمٰعیل" صدیقی از گوجرہ)

یوم تحریک جدید مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۴۰ء

جس طرح اس سے پیشتر ہر سال حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے دوران سال میں ایک دن مقرر کرنے کی صورت ہوتی رہی ہے ۔ تاکہ جماعت کے جملہ احباب بچے ۔ بوڑھے ۔ مرد ۔ عورت اس دن اکٹھے ہو کر مطالبات تحریک جدید کو سنیں ۔ تاکہ جو امور ذہن سے اتر چکے ہوں ۔ وہ از سر نو تازہ ہو جائیں ۔ اسی طریق کے بموجب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سال ششم میں یوم تحریک جدید کے لئے ماہ جولائی کے آخری ہفتہ میں سے اتوار کا روز مقرر فرمایا ہے ۔ جو بروئے جنتری ۲۸ جولائی ہے ۔

لیکن اس دن کے عظیم الشان اجتماع سے پیشتر نہایت ضروری ہے ۔ کہ جماعت میں متفرق اوقات میں جلسے ہوتے رہیں ۔ بچوں کے الگ ہوں ۔ عورتوں کے الگ ہوں ۔ اور بڑوں کے جلسے الگ ہوں ۔ صرف ایک ایک نہ ہو بلکہ جسقدر زیادہ تعداد میں مناسب ہوں ۔ اور ان جلسوں میں تحریک جدید کے مختلف مطالبات کو احباب کے ذہن نشین کرنے کی پوری کوشش کی جاوے ۔

امید ہے ۔ کہ سکرٹریانِ تحریک جدید اپنے فرائض کو ادا کرنے کی پوری کوشش فرماویں گے ۔ اور اس عظیم الشان ثواب کے مستحق ہوں گے ۔ جو ایک مخلص اور ایک باہمت کارکن کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے ۔ نوٹ :- ان جلسوں کی رپورٹیں بھی دفتر تحریک جدید میں باقاعدہ ارسال فرماتے رہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۴ ماہ احسان ۱۳۱۹ھش | نمبر ۲۲

خطبہ جمعہ مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۴۰ء

جماعت احمدیہ کو ملک میں قیام امن کے متعلق ضروری ہدایات

خدا تعالیٰ کا ایک تازہ عظیم الشان نشان

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں آج جماعت کو ملک کے امن کے متعلق بعض ہدایات دینی چاہتا ہوں۔ یہ زمانہ

اشاعت کا زمانہ

ہے۔ اور اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بعض اولیاء کی خبروں میں آتا ہے۔ کہ آپ سلطان القلم ہوں گے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس زمانہ میں جیسا کام قلم سے نکلتا ہے یا زبان سے نکلتا ہے۔ کہ وہ بھی ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ قلم کی طرح وسیع ہو گئی ہے۔ ویسا کام تلوار سے نہیں نکلتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منہ سے میں نے ایک واقعہ کئی دفعہ سنا ہے۔ وہ ایک کہانی ہے۔ لیکن اس زمانہ میں اسکی تصدیق ایسے رنگ میں ہوئی ہے۔ کہ اسکی بہترین مثالیں اس زمانہ میں ملنے لگ گئی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ

رستم مشہور پہلوان گزرا ہے

ایک دفعہ اس کے گھر میں رات کے وقت چور آ گیا۔ اور اتفاقاً رستم کی آنکھ بھی کھل گئی۔ اس نے چور کو پکڑ لیا۔ اور دونوں میں کشتی شروع ہو گئی۔ وہ چور رستم سے بھی زیادہ طاقت ور تھا۔ اس نے رستم کو گرا لیا۔ اور اسکی چھاتی پر چڑھ کر خنجر نکال لیا تا کہ اسے قتل کر دے۔ جب رستم نے دیکھا۔ کہ اس کی طاقت اور اس کا زور اس کے کسی کام نہیں آیا۔ اور اسکی

جان خطرے میں

گھری ہوئی ہے۔ تو اس نے اس وقت جب اس کی طاقت اسے جواب دے چکی تھی۔ اپنے رعب سے کام لینا چاہا۔ اور جونہی چور نے خنجر نکال کر اسے مارنا چاہا۔ اس نے کہا۔ "آ گیا رستم" "آ گیا رستم" وہ چور جس نے رستم کو گرایا ہوا تھا۔

"آ گیا رستم"

کے الفاظ سنکر اسے چھوڑ کر دوڑ پڑا۔ کیونکہ وہ سمجھ رہا تھا۔ کہ جس شخص کو اس نے نیچے گرایا ہوا ہے۔ وہ رستم کا کوئی نوکر ہے۔ ورنہ اگر اسے ابتدا میں ہی معلوم ہوتا۔ کہ میرا مد مقابل رستم ہے۔ تو شاید وہ اس کا مقابلہ ہی نہ کرتا۔ گویا رستم کا نام رستم سے زیادہ پر رعب تھا۔ تو رعب انسانوں کو ناکارہ کر دیتا ہے۔ اور مایوسی سے زیادہ کسی قوم کو تباہ کرنے والی اور کوئی چیز نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے۔ میں نے اپنی

خلافت کے ایام میں

ہمیشہ جماعت کو بُری خبریں پھیلانے اور قوم کے اندر مایوسی اور بد دلی پیدا کرنے والی باتوں سے روکا ہے۔ اور میں نے ہمیشہ کہا ہے۔ کہ ایسی باتیں قوم کو تباہ کرنے والی ہوتی ہیں۔ اور میرے مخالف لوگ میرے خلاف جو الزامات لگاتے رہے ہیں۔ ان میں سے ایک الزام مجھ پر یہ بھی لگایا جاتا رہا ہے۔ کہ میں لوگوں کی

حریت ضمیر کو سلب

کرتا ہوں۔ کچھ سادہ لوح۔ بے شک۔ ان کی باتوں میں آئے ہوں گے۔ اور انہوں نے سمجھا ہو گا۔ کہ واقعہ میں یہ حریت ضمیر کو سلب کرتا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ ان کے یہ الزامات اللہ تعالیٰ کے حضور میرے نیک کاموں میں شمار ہوں گے۔ کیونکہ جو کام میں نے کیا۔ وہ جماعت کی ترقی اور اسکی بہبودی کے لئے ضروری تھا۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا۔ تو لوگوں کا جماعت کو تباہ کر دینا بالکل آسان ہوتا۔ چھوٹی جماعتوں کا تو کیا بڑی بڑی جماعتیں ان غلطیوں سے تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ مَنْ قَالَ ھَلَکَ الْقَوْمُ فَھُوَ اَھْلَکَھُمْ کہ جو شخص یہ کہے۔ کہ قوم ہلاک ہو گئی۔ وہ خود اس

قوم کو ہلاک کرنے والا

ہوتا ہے۔ کیونکہ جب بھی کسی جماعت کے متعلق کہا جائے۔ کہ وہ مر گئی مر گئی۔ تو وہ مرنے لگ جاتی ہے۔ اور جب کسی قوم کو بہادر بنانا ضروری ہو۔ اور اسے کہا جائے۔ کہ وہ خوب ترقی کر رہی ہے۔ اور گو اس قوم کے بعض افراد پہلے سست ہی ہوں۔ اس کے نتیجہ میں اس کے حوصلے بلند ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ترقی کی طرف اپنا قدم بڑھانا شروع کر دیتے ہیں۔

ترقی کی اور بھی تدبیریں ہیں۔ جیسے اخلاق فاضلہ ہیں۔ یا ایمان کامل کا حصول ہے۔ یہ چیزیں بھی قوم کی ہمت کو بڑھاتی ہیں۔ مگر جب کوئی قوم پھیلتی ہے۔ تو اس کے سارے افراد ایک جیسا ایمان نہیں رکھتے کچھ زیادہ ایمان والے ہوتے ہیں۔ جو ہر وقت ایمان کی چار دیواری میں محفوظ ہوتے ہیں۔ ان کو خواہ کوئی کتنا ہی کہے۔ کہ جماعت ہلاک ہو گئی۔ ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور نہ ان کے حوصلوں میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے۔ مگر ہر جماعت میں کچھ کمزور لوگ بھی ہوتے ہیں۔ وہ جب سنتے ہیں۔ کہ جماعت مر گئی۔ تو وہ خود بھی مرنے لگ جاتے ہیں۔ اور بعض حالات میں اس کے مخالف نظریہ بھی درست ہوتا ہے۔ ایک دفعہ قادیان میں

مولوی عبد اللہ صاحب تیماپوری مدعی نبوت

آئے اور انہوں نے مسجد میں ہی ڈیرہ لگا دیا۔ اور زور شور سے لوگوں کو تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ ہمارے ایک دوست جوش میں آ گئے۔ اور انہوں نے پہلے تو ان سے بحث کی۔ مگر آخر کہا۔ کہ آؤ مجھ سے مباہلہ کر لو۔ چنانچہ انہوں نے مباہلہ کر لیا۔ مگر وہ دوست دل کے کمزور تھے۔ ادھر انہوں نے مباہلہ کیا۔ اور ادھر ان کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ کہ خبر نہیں اب کیا ہو جائے گا۔ میں خود تو اس وقت موجود نہیں تھا۔ مگر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے مجھے سنایا۔ کہ فلاں شخص میرے پاس آیا۔ اور وہ بڑا گھبرایا ہوا تھا۔ میں نے اسے کہا۔ کہ تم ضرور مر جاؤ گے۔ جب تم مباہلہ کے بعد اتنے ڈر رہے ہو۔ تو تمہاری تو اس ڈر سے ہی موت واقع ہو جائیگی تمہیں مباہلہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ مباہلہ تو اس شخص کو کرنا چاہیئے۔ جس کا قلب مضبوط ہو۔

تو بسا اوقات انسان

اپنے خیال ہی کے اثر سے تباہ

ہو جاتا ہے۔ ہمارے پرانے اطباء لکھتے ہیں۔ کسی شخص کو یہ وہم ہو گیا تھا۔ کہ وہ نمک کا بن گیا ہے۔ ایک دفعہ وہ پانی میں داخل ہوا۔ تو پگھل گیا۔ کسی انسان کا پانی میں داخل ہو کر پگھل جانا تو ایک خلاف عقل بات ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے تمثیلی زبان میں واقعہ بیان کیا ہے۔ اور مطلب یہ ہے۔ کہ اس خیال سے کہ وہ پگھلا جا رہا ہے۔ اسکی جان نکل گئی۔ یہ بالکل قرین قیاس ہے۔ کہ جسے یہ وہم ہو جائے۔ کہ وہ نمک کا بن گیا ہے۔ وہ اگر پانی میں داخل ہو گا۔ تو اس کا دل بیٹھ جائے گا۔ اور وہ زندہ نہیں رہ سکے گا۔ موجودہ جنگ میں اسی

پروپیگنڈا یا قوت واہمہ کو انگیخت

کرنے سے کام لیا جا رہا ہے۔ اور جرمن اس ہتھیار کو خاص طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت ہے۔ کہ ان کو ایسا موقعہ بھی میسر آ گیا ہے۔ کہ ان کی باتیں دلوں پر زیادہ اثر کرنے لگ گئی ہیں۔ پہلے انہوں نے پولینڈ پر حملہ کیا۔ جہاں انگریز پہنچ نہیں سکتے تھے۔ اور اس ملک کو انہوں نے تہ تیغ کر کے فتح کر لیا۔ پھر انہوں نے ڈنمارک پر حملہ کیا۔ اور اسے راتوں رات لے گئے۔ کہتے ہیں۔

کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ

ڈنمارک کی فوج صرف چند ہزار تھی۔ اور جرمن کی اسّی لاکھ ہے۔ چنانچہ ڈنمارک کے بادشاہ نے اعلان کر دیا۔ کہ چپ کر کے گھر میں بیٹھ رہو۔ اور جرمنوں کا مقابلہ نہ کرو چنانچہ ڈنمارک بھی گیا۔ اس کے بعد انہوں نے ناروے پر حملہ کیا۔ اور وہاں بھی انہیں بہت حد تک کامیابی ہوئی۔ پھر ہالینڈ پر حملہ کیا۔ اور اسے بھی جیت لیا۔ پھر جرمنی نے بلجیم پر حملہ کر دیا۔ اور یہاں

اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت اتحادیوں سے ایک ایسی غلطی

ہو گئی۔ جس کا وہ اب تک خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ مگر بہرحال بلجیم کو بھی جرمنی نے فتح کر لیا۔ وہ غلطی جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ اُن سے اپنی

طاقت کے خیال کی وجہ سے

ہوئی۔ فرانسیسی کمان یہ یقین رکھتی تھی۔ کہ اس کے پاس اتنے سامان ہیں۔ کہ وہ جب بھی چاہے گی۔ ان سامانوں کو استعمال کر کے جرمنوں کو آگے بڑھنے سے روک دیگی۔ مگر یہ بات غلط ثابت ہوئی۔ کیونکہ جہاں ان کے پاس سامان زیادہ تھا۔ وہاں انہوں نے اس سامان کو پورے طور پر استعمال نہیں کیا تھا۔ اور جرمنی کے پاس گو سامان کم تھا۔ مگر جو کچھ بھی تھا۔ وہ سب کا سب اپنے استعمال میں لا رہا تھا۔ مثلاً جرمنی کے پاس تو ہا کم تھا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے جرمنی میں اعلان کر دیا گیا۔ کہ ہر جرمن کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ ہٹلر کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

... اگرہ کا تحفہ پیش کرے۔ اور تحفہ یہ ہو۔ کہ اس کے گھر میں جو لوہے کی چیز ہو۔ وہ قوم کے لئے دیدے۔ اگر کسی کے گھر زنجیر پڑی ہو۔ تو وہ زنجیر لے آئے۔ لوہے کا کوئی کنڈا بے کار پڑا ہو۔ تو وہی لے آئے۔ برتن ہیں۔ تو وہی لے آئے۔ انگیٹھیاں ہیں۔ تو وہ پیش کردے۔ غرض لوہے کی جو چیز بھی کسی کے پاس موجود ہو۔ وہ ہٹلر کو ہدیۃً پیش کردے۔

اب اسقدر بڑے ملک میں جسکی آٹھ کروڑ کی آبادی ہو۔ تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ لوگوں کے گھروں میں کتنا لوہا ہوگا۔ بالخصوص ایسی صورت میں جبکہ ان ملکوں میں لوہے کا استعمال نسبتاً زیادہ کیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ لوگوں نے اپنے دروازے توڑ دیئے۔ اور

لوہے کے ڈھیر

لگا دیئے۔ حکومت نے اس تمام لوہے کو لیا۔ اور اس سے ٹینک اور جہاز وغیرہ بنا لئے۔

اتحادیوں کے پاس لوہا زیادہ تھا۔ مگر اسکی زیادتی ان کے کسی کام آسکتی تھی۔ جب تک وہ ٹینکوں اور ہوائی جہازوں وغیرہ میں تبدیل نہ ہو جاتا۔ اس غلطی کی وجہ سے انہیں یہ خیال رہا۔ کہ ہم جرمنی کو آگے بڑھنے نہیں دیں گے۔ مگر ان کا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ اب اتحادی بلجیم اور ہالینڈ وغیرہ پر الزام لگاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے ہٹلر پر کیوں اعتبار کیا۔ اور کیوں یہ سمجھ لیا۔ کہ وہ ان کی غیر جانبداری کا احترام کرے گا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ خود اتحادی بھی یہی خیال کیا کرتے تھے۔ کہ جرمنی بلجیم اور ہالینڈ کے راستہ سے حملہ آور نہیں ہوگا۔ ورنہ انہیں چاہیئے تھا۔ کہ ان کے سامنے بھی

میجینو لائن

بناتے۔ مگر فرانس نے بلجیم کی حد تک میجینو لائن بنا کر اسے چھوڑ دیا۔ اور یہ سمجھ لیا۔ کہ ایک دفعہ تو جرمنی بلجیم کی راہ سے حملہ آور ہو چکا ہے۔ مگر آئندہ اس راہ سے نہیں آئے گا۔

پس یہ خود بھی یہی سمجھتے تھے۔ کہ جرمنی اس راستہ سے حملہ آور نہیں ہوگا۔ ورنہ وہ علاقہ کیوں بالکل ننگا پڑا ہوا تھا۔ اور اگر ان کے دل میں ذرہ بھر بھی شبہ ہوتا۔ تو وہ ضرور اس کا کوئی نہ کوئی انتظام کرتے۔ جب جرمنی نے عملی طور پر اس راستہ سے حملہ کر دیا۔ تو گو یہ اس حملہ کو رد کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ ان کے پاس ابھی سامان بھی مکمل نہیں تھا۔ لیکن تمام دنیا میں چونکہ یہ شور پڑا ہوا تھا۔ کہ برطانیہ اور فرانس چھوٹی چھوٹی قوموں کو لڑائی کے لئے ابھار تو دیتے ہیں۔ مگر خود ان کی کوئی مدد نہیں کرتے۔ انہوں نے سمجھا۔ اس وقت ہمیں

فوری طور پر ہالینڈ اور بلجیم کی مدد

کرنی چاہیئے۔ اور اس اعتراض کو دور کرنا چاہیئے۔ جو تمام دنیا میں ہم پر کیا جاتا ہے۔ کہ ہم مدد کا وعدہ تو کر دیتے ہیں۔ مگر عملی رنگ میں کوئی مدد نہیں کرتے۔ حالانکہ اگر کبھی بدنامی سے بے پروا ہونے کا کوئی وقت ہو سکتا تھا۔ تو یہی وقت تھا۔ اور برطانیہ اور فرانس کا فرض تھا۔ کہ وہ اس اعتراض کی ذرہ بھر بھی پروا نہ کرتے۔ اور اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہلتے۔ جب تک تیار نہ ہو جاتے۔ مگر وہ اس وقت ایک رَو میں بہہ گئے۔ اور انہوں نے کہا۔ لوگ

ہم پر اعتراض

کرتے ہیں۔ کہ ابے سینیا پر حملہ ہوا۔ مگر تم نے کوئی مدد نہ کی۔ البانیہ پر حملہ ہوا۔ مگر تم نے کوئی مدد نہ کی۔ آسٹریا پر حملہ ہوا۔ مگر تم نے کوئی مدد نہ کی۔ فن لینڈ پر حملہ ہوا۔ مگر تم نے کوئی مدد نہ کی۔ چیکوسلوویکیا پر حملہ ہوا۔ مگر تم نے کوئی مدد نہ کی۔ پولینڈ پر حملہ ہوا۔ مگر تم نے کوئی مدد نہ کی۔ ڈنمارک پر حملہ ہوا۔ مگر تم نے کوئی مدد نہ کی۔ گویا ابے سینیا۔ البانیہ۔ آسٹریا۔ فن لینڈ۔ چیکوسلوویکیا۔ پولینڈ اور ڈنمارک کی

سات مثالیں

ان کے سامنے موجود تھیں۔ اور لوگوں کے یہ اعتراضات بھی ان کے سامنے تھے۔ کہ ان تمام ممالک پر حملے ہوئے۔ مگر اتحادیوں نے ان کی کوئی مدد نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب ناروے ہالینڈ اور بلجیم پر حملہ ہوا۔ تو انہوں نے سمجھا۔ اگر اب بھی ہماری فوجیں ان کی مدد کو نہ پہنچیں۔ تو یہ اعتراض اور بھی پختہ ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے اس اعتراض سے گھبرا کر اپنی فوجیں آگے کی طرف دھکیل دیں۔ جس کے نتیجہ میں ان کے شمالی مورچے بالکل خالی ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی جس جرنیل کو انہوں نے بلجیم کی سرحد پر بھیجا۔ اس سے

ایک خطرناک نادانی

یہ ہوئی۔ کہ اس نے دریا کے پل نہ اڑائے۔ حالانکہ قاعدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جب فوج کے ڈیفنس کا پہلو اختیار کرنا ہو۔ تو وہ دریاؤں کے پل فوراً اڑا دیتی ہے۔ تاکہ دشمن ان پلوں کے ذریعہ سے ملک کی حدود میں داخل نہ ہو جائے۔ مگر اس جرنیل نے

پلوں کو نہ اڑایا

نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چونکہ جرمنوں کی توپوں سے ان کی توپیں اور ان کے ٹینکوں سے ان کے ٹینک کم تھے۔ ابتدائی بمبارڈمنٹ کے بعد ہی اتحادیوں کی فوجوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اور جرمن فوج بغیر کسی روک کے فلنڈرز میں گھس آئی۔

دوسری غلطی

ان سے یہ ہوئی۔ کہ انہوں نے فوج کے پیچھے دوسری ڈیفنس لائن نہیں بنائی تھی۔ حالانکہ جو فوج ڈیفنس کر رہی ہو۔ اس کے لئے ایک دوسری ڈیفنس لائن ضروری ہوتی ہے۔ تا اگر دشمن کسی جگہ سے پہلے مورچوں کو توڑ دے۔ تو اسے آگے بڑھنے سے روکا جا سکے۔ مگر ان سے یہ غلطی ہوئی۔ کہ انہوں نے ڈیفنس کی ایک ہی لائن پر اکتفا کی۔ اور جب دشمن نے پہلی صفوں کو توڑ دیا۔ تو اب مقابلہ کے لئے کوئی اور فوج اس کے سامنے نہیں تھی۔ اور سارا فرانس اس کے سامنے کھلا پڑا تھا۔ غرض اس جنگ میں ایسے اتفاقات جمع ہو گئے۔ کہ جن کے نتیجہ میں

جرمنی کا رُعب

آپ ہی آپ قائم ہوتا چلا گیا۔ اور لوگوں نے یہ سمجھ لیا۔ کہ یہ جہاں بھی ہاتھ مارتا ہے۔ جیت جاتا ہے۔ اس کا اثر یہ ہے۔ کہ عام طور پر جنگی فنون سے ناواقفیت کی وجہ سے خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جرمنوں کی خبریں زیادہ صحیح ہوتی ہیں۔ اور انگریزوں اور فرانسیسیوں کی خبریں غلط ہوتی ہیں۔ حالانکہ میرا تجربہ اس کے بالکل الٹ ہے۔ میں جرمنی کی خبریں بھی سنتا ہوں۔ مگر مجھ پر یہی اثر ہے۔ کہ ان کی خبریں زیادہ صحیح ہوتی ہیں۔ اور

جرمنی کی خبروں میں نسبتاً زیادہ جھوٹ

ہوتا ہے۔ اور میں تو سمجھتا ہوں۔ اگر کوئی عقلمند انسان صرف ان خبروں کو لے لے جو جرمنی سے ریڈیو کے ذریعہ ہندوستان کے متعلق نشر کی جاتی ہیں۔ تو وہ ان کو سنکر ہی سمجھ سکتا ہے۔ کہ ان کی خبروں میں کس حد تک صداقت پائی جاتی ہے۔ چند مہینے کی بات ہے۔ جرمنی سے ریڈیو کے ذریعہ یہ خبر سنائی گئی۔ کہ پنجاب میں سخت بغاوت پھوٹ پڑی ہے۔ جگہ جگہ ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ اور انگریزوں کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ ڈر کے مارے وہاں سے بھاگ رہے ہیں۔ حالانکہ ان دنوں چند وزیریوں نے سرحد افغانستان پر کوئی ڈاکہ ڈالا تھا۔ جو ایک معمولی بات تھی۔ مگر اسے پنجاب اور تمام صوبہ سرحد پر پھیلا کر اس رنگ میں بیان کیا گیا۔ کہ گویا پنجاب اور سرحد میں طوائف الملوکی کی حالت ہو گئی ہے۔

تو لوگ عام طور پر جرمنی کی خبروں کو زیادہ وقعت دے دیتے ہیں۔ اور انگریزوں اور فرانسیسیوں کی خبروں کو اپنی نادانی سے غلط سمجھتے ہیں۔ اور پھر ان خبروں کو بھی ایسے مبالغہ آمیز رنگ میں بیان کرتے ہیں۔ کہ بات کچھ کی کچھ بن جاتی ہے۔ اور یہ ہمارے ملک میں عام دستور ہے۔ کہ

لوگ بات کو بڑھا کر کہیں کا کہیں لے جاتے ہیں

مثلاً فرض کرو ایک شخص نے کسی بات پر غصہ میں آکر دوسرے کو چپیڑ مار دی۔ اب کوئی دوسرا شخص جو اس کے رشتہ دار کو خبر دینے جائے گا۔ تو وہ یہ خبر نہیں دے گا۔ کہ فلاں نے اسے چپیڑ ماری۔ بلکہ وہ جاتے ہی کہے گا۔ کہ اس نے مار مار کے اس کا بھرکس نکال دیا ہے۔ اور اگر اتفاق سے وہ کوئی دور کا رشتہ دار اور بھائی یا کسی اور قریبی رشتہ دار کو یہ خبر اس نے پہنچائی ہے۔ تو وہ وہاں جا کر یہ نہیں کہے گا۔ کہ فلاں نے اسے مار مار کر اس کا بھرکس نکال دیا۔ بلکہ وہ کہے گا۔ کہ وہ تمہارا رشتہ دار کوئی دم کا مہمان ہے۔ اور اگر ابھی ماں یا باپ رہتے ہوں۔ اور انہیں یہ خبر نہ پہنچی ہو۔ تو یہ نیا خبر رساں انہیں جا کر یہ نہیں کہے گا۔ کہ وہ مضروب کوئی دم کا مہمان ہے۔ بلکہ یہ رونا ہوا جائے گا۔ اور کہے گا۔ کہ تمہارے لڑکے کو فلاں شخص نے مار دیا ہے۔

غرض یہاں معمولی خبر بڑھتے بڑھتے کچھ کی کچھ بن جاتی ہے۔ ذرا خبر سنی اور مبالغہ آمیزی کے ساتھ اسے کچھ کا کچھ بنا دیا۔ یہاں تک کہ پتہ ہی نہیں چلتا۔ اصل بات کیا ہوئی۔

یہاں ایک دفعہ ایک میلہ ہوا۔ ایک شخص جو نام کے لحاظ سے تو احمدی تھا۔ مگر در اصل وہ منافق تھا۔ مغرب کی نماز کے وقت میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ الگ ہو کر مجھ سے ایک بات سن لیجئے۔ میں نے کہا کیا ہوا۔ وہ کہنے لگا۔ ابھی ایک معتبر آدمی کے ذریعہ یہ خبر پہنچی ہے۔ کہ بہشتی مقبرہ سے پرے پانچ سو آدمی

بندوقیں اور لاٹھیاں

لئے کھڑے ہیں۔ اور ان کا ارادہ ہے۔ کہ قادیان پر حملہ کر دیں۔ وہ جیسا احمدی تھا۔ اسے میں اچھی طرح جانتا تھا۔ اس لئے میں نے کہا۔ ٹھہرو۔ میں تحقیقات کراتا ہوں۔ چنانچہ میں نے ایک آدمی کو بلایا۔ اور کہا کہ فلاں جگہ جاؤ۔ اور دیکھو۔ کہ وہاں کوئی اجتماع ہے۔ وہ گیا اور آکر کہنے لگا۔ کہ پانچ سو چھوڑ وہاں پانچ آدمی بھی نہیں ہیں۔ حالانکہ خبر سنانے والے نے کہا تھا۔ کہ ایک معتبر آدمی نے اسے یہ بات بتائی ہے۔ مگر میں ذاتی طور پر یہ جانتا تھا۔ کہ مجھ تک بات پہنچانے والا منافق ہے۔ اور اس کا منشاء یہ ہے۔ کہ جماعت فوری اشتعال کے نتیجہ میں کسی پر حملہ کر دے۔ اور اس طرح فساد ہو جائے۔ اس لئے ان کے دھوکے میں نہ آیا۔

تو اس قسم کی خبریں ہمیشہ نکلا کرتی ہیں۔ اور لوگوں میں پھیل بھی جاتی ہیں۔ جس سے نادان متاثر ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم میں یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ جب تم کوئی بُری خبر سنو۔ تو اسے فوری طور پر لوگوں میں پھیلانا شروع نہ کر دو۔ بلکہ

اولی الامر تک پہنچاؤ

جو استنباط کرنے اور بات کو سمجھنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ عوام الناس تک بات پہنچانے کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ ان کو برانگیختہ کر دیا جائے۔ اور لوگوں میں فساد ڈلوایا جائے۔

جنگ کے متعلق بھی میں دیکھتا ہوں۔ کہ عام طور پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں آتی۔ اور لوگوں میں پھیلتی رہتی ہیں۔ اور طبعی طور پر بوجہ اس کے کہ

انگریزوں سے ہندوستانیوں کو منافرت

ہے۔ اور وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ انگریز بلاوجہ ان کے ملک پر حکومت کر رہے ہیں۔ ان کے خلاف جو بات بھی ہو۔ اسے وحی جبرائیل کی طرح ہر قسم کے جھوٹ۔ دھوکا اور فریب سے پاک سمجھتے ہیں۔ بلکہ آج کل کے مسلمان تو قرآن کریم پر یہ اعتراض کر دیں گے۔ کہ اسکی فلاں بات درست نہیں۔ مگر جرمن براڈکاسٹ میں اگر وہ کوئی خبر سُن لیں۔ تو اسکی صداقت میں انہیں کسی قسم کا شک نہیں رہتا۔ حالانکہ ان خبروں میں اول تو بہت کچھ جھوٹ سے کام لیا جاتا ہے۔ پھر ان خبروں کا ایک حصہ درست ہو کر بھی ایسا ہوتا ہے۔ جسے ہندوستانی سمجھنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔

ابھی چند دن ہوئے۔ میرا ایک عزیز جو وقف کنندہ بھی ہے۔ گھر پر آیا اور کہنے لگا۔ کہ کیلے بھی فتح ہو گیا۔ میں نے کہا۔ کیلے تو اب تک فتح نہیں ہوا۔ کہنے لگا۔ جرمن براڈکاسٹ میں خبر آ گئی ہے۔ کہ کیلے کو جرمنوں نے فتح کر لیا ہے۔ میں نے کہا جرمن براڈکاسٹ میں بے شک یہ خبر آ چکی ہے۔ مگر ابھی تک برطانیہ اور فرانس نے اسکی تصدیق نہیں کی۔ وہ کہنے لگا۔ ان کا کیا ہے۔ یہ تو اپنی شکست کا کبھی اعتراف ہی نہیں کرتے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ کیلے آج تک بھی فتح نہیں ہوا۔ یہ محض اسکی جہالت تھی۔ جسے اس نے دوسرے کی طرف منسوب کر دیا۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ جنگی اطلاعات دینے میں یہ قاعدہ ہوا کرتا ہے۔ کہ حملہ آور قوم جب کسی شہر کی حدود میں داخل ہو جاتی ہے۔ تو وہ اعلان کر دیتی ہے۔ کہ اس نے وہ شہر فتح کر لیا۔ مگر دوسری قوم جو لڑ رہی ہوتی ہے۔ وہ اپنی شکست کا اعتراف نہیں کرتی۔ کیونکہ وہ ابھی لڑ رہی ہوتی ہے۔ اور سمجھتی ہے کہ آج اگر دشمن اس شہر کی حدود میں داخل ہو گیا ہے۔ تو ممکن ہے۔ کل ہم اسے مار کر باہر نکال دیں۔ پس

جنگی اطلاعات کے قواعد

کی رو سے دونوں باتیں صحیح ہوتی ہیں۔ حملہ آور قوم جب کہتی ہے۔ کہ اس نے فلاں شہر فتح کر لیا۔ تو وہ بھی درست کہتی ہے۔ کیونکہ جب کوئی قوم مضافات پر قابض ہو جاتی ہے۔ تو اس کا اس شہر پر ایک حد تک قبضہ ہو چکا ہوتا ہے۔ مگر وہ قوم جو مقابلہ کر رہی ہوتی ہے۔ اس کے نقطہ نگاہ سے ابھی وہ شہر اس کے اپنے قبضہ میں ہے۔ کیونکہ کئی دفعہ مضافات لے کر بھی حملہ آور پسپا ہو جاتا ہے۔ تو کیلے کو جرمنی اب تک پوری طرح فتح نہیں کر سکی۔

اسی طرح ڈنکرک کے مضافات پر پہلے جرمنی نے قبضہ کیا۔ حتیٰ کہ برطانیہ و فرانس نے بھی اس کو تسلیم کر لیا۔ مگر پھر انہیں آگے بڑھنے کا موقعہ مل گیا۔ اور ان کی فوجیں ڈنکرک پر قابض ہو گئیں۔ اور اب وہ اس بندرگاہ کے ذریعہ سے اپنی افواج واپس لا رہی ہیں۔ تو قاعدہ یہ ہے۔ کہ حملہ آور قوم جب مضافات لے لیتی ہے۔ تو وہ شہر کی فتح کا اعلان کر دیتی ہے۔ مگر جو فوج اس شہر کی گلیوں میں لڑ رہی ہوتی ہے۔ وہ کہتی ہے۔ کہ ابھی یہ شہر کہاں فتح ہوا۔ ممکن ہے۔ کل ہی کوئی چانس مل جائے۔ اور ہم پھر ان کے قبضہ کو توڑ دیں۔ اس لئے گو حملہ آور قوم کسی شہر کی فتح کا اعلان کر دے۔ جب دوسری قوم اس کے مقابلہ میں لڑ رہی ہو۔ اس وقت تک وہ اسکی فتح کو تسلیم نہیں کرتی۔ مگر ہندوستانی ان باتوں کو تو جانتا نہیں۔ اور وہ آپ ہی آپ جس سے منافرت ہو۔ اس کے خلاف خبر کو لے دوڑتا۔ اور اسے لوگوں میں پھیلانا شروع کر دیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس قسم کی خبروں کے پھیلنے کی وجہ سے آج

ملک میں بغاوت کے آثار

نظر آ رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے "سول" میں پڑھا ہے۔ کہ سکھوں نے اعلان کیا ہے۔ کہ بارہ ڈویژن کی قومی فوج بھرتی کی جائے۔ مطلب یہ کہ سکھ ڈیڑھ لاکھ کی فوج تیار کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں میں سے خاکسار بھرتی ہو رہے ہیں۔ اور وہ اپنی ایک الگ فوج بنا رہے ہیں۔ گویا ہمارے ملک کے لوگوں کی وہی مثال ہو رہی ہے۔ کہ :۔

آب نہ دیدہ موزہ از پا کشیدہ

پانی کے آثار بھی نظر نہیں آئے۔ اور جرابیں ابھی سے اتارنی شروع کر دی گئی ہیں۔ آپ ہی آپ یہ فرض کر لیا گیا ہے۔ کہ برطانیہ و فرانس کو جرمنوں کے مقابلہ میں شکست ہو گئی ہے۔ انہوں نے کیلے کو بھی فتح کر لیا۔ انہوں نے ڈنکرک کو بھی فتح کر لیا۔ انہوں نے فلنڈرز کو بھی جیت لیا۔ انہوں نے انگلستان کے دارالحکومت پر بھی قابو پا لیا۔ انہوں نے پیرس بھی لے لیا۔ اور اب انگریز جرمنوں کے مقابلہ میں بھاگتے چلے جا رہے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی فرض کر لیا گیا۔ کہ ہندوستان میں ان کی کوئی طاقت نہیں رہی۔ اور حکومت بالکل بے دست و پا ہو گئی ہے۔ اس لئے آؤ۔ اب ہم لوٹ مار شروع کر دیں۔ اس قسم کے خیالات کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں نکلا کرتا۔ اور ہر ہندوستانی کا فرض ہے۔ کہ وہ ان حالات کو درست کرنے کی کوشش کرے۔ اور ملک میں امن قائم رکھنے کی خاطر اس قسم کی باتوں سے احتراز کرے۔ ہم تو یہی سمجھتے ہیں۔ کہ

انگریز انشاء اللہ نہیں ہاریں گے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہم سے ان باتوں کے سمجھنے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔ تو بھی وہ وقت بہت دور ہے۔ بہر حال جنگ میں برطانیہ و فرانس کو اب پہلے سے بہت زیادہ مضبوط پوزیشن حاصل ہو چکی ہے۔ اس مہینہ کی چودہ تاریخ کو کس طرح سمجھا جاتا تھا۔ کہ شاید ایک یا دو دن میں انگریز اور فرانسیسی ہتھیار ڈال دیں گے۔ اور کس طرح عام طور پر یہ احساس تھا۔ کہ انگریزوں اور فرانسیسیوں کے لئے اب ہتھیار ڈالنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ خود فرانسیسی وزیر اعظم نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ فرانس کو اب معجزہ کے سوا کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ خود فرانسیسیوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا۔ کہ فرانس اب کہاں بچ سکتا ہے۔ صفیں ٹوٹ گئی ہیں۔ اور فوجیں پسپا ہو رہی ہیں۔ مگر جہاں

برطانیہ و فرانس کی صفیں

ٹوٹیں۔ وہاں جرمن فوجیں جو اپنے مورچوں سے سینکڑوں میل آگے نکل چکی تھیں۔ ان کو سامان رسد پہنچانا بھی کوئی آسان نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ادھر برطانیہ و فرانس کی فوجیں پسپا ہوئیں۔ اور ادھر جرمنوں نے اپنے اندر کمزوری محسوس کی۔ اور انہوں نے سمجھا۔ کہ

سامان کی کمی

کی وجہ سے اگر ہم اس وقت آگے بڑھے۔ تو مارے جائیں گے۔ چنانچہ ادھر جرمن فوجیں ٹھہریں۔ اور ادھر برطانیہ و فرانس نے اس التواء سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فوراً نئے مورچے بنانے شروع کر دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چودہ پندرہ تاریخ کو انگریزوں اور فرانسیسیوں کی جو حالت تھی۔ اس سے آج اس تاریخ کو

انگریزوں اور فرانسیسیوں کی حالت

بہت زیادہ بہتر ہے۔ اس دن خود انگریزوں اور فرانسیسیوں میں بے چینی پیدا ہو چکی تھی۔ مگر آج وہ اطمینان کا سانس لے رہے ہیں۔ اور اب پھر انہوں نے فتح کے نعرے لگانے شروع کر دیئے ہیں۔ اور گو یہ پسندیدہ بات نہیں۔ مگر

قومی رواج کے ماتحت

وہ ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔ انگریزی وزیر اشاعت نے تو ایک تقریر کرتے ہوئے کھلے طور پر کہہ دیا ہے۔ کہ ہٹلر کے لئے پہلے صلح کی مجلس میں ہم نے ایک کرسی رکھی ہوئی تھی۔ مگر اب اسے معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ وہ کرسی اٹھا دی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس قوم میں سامانوں کے جمع ہو جانے اور بیداری و ہوشیاری کی وجہ سے اس بات کا احساس پیدا ہو چکا ہے۔ کہ اب وہ شکست نہیں کھا سکتے۔ اس کے مقابلہ میں جرمن کو بھی اس بات کا احساس ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کہ جتنی جلدی

فتح کی امیدیں

اس نے انتظار میں لگائی تھیں۔ وہ درست نہیں تھیں۔ چنانچہ آج سے پندرہ بیس دن پہلے جرمن براڈکاسٹ میں میں نے یہ خبر سُنی۔ کہ فرانسیسی فوج ہماری فوج کے مقابلہ میں بھاگ رہی ہے۔ اور اب جلد ہی اس لڑائی کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ ایک جرمن وزیر نے تو کچھ عرصہ پہلے تقریر کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا۔ کہ شمالی فرانس کی پہاڑیوں پر جو لوگ اس دفعہ گرمیاں گزارنے کی خواہش رکھتے ہوں۔ یا ان

پہاڑوں کی سیر

کا انہیں شوق ہو۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اپنے نام لکھا دیں۔ مگر اب جرمن کے براڈکاسٹنگ میں یہ ہوتا ہے۔ کہ ہماری قوم کو جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیئے یہ

ایک بڑی بھاری لڑائی

ہے۔ جو لڑی جا رہی ہے۔ ہمیں بے شک کامیابی کی امید رکھنی چاہیئے۔ لیکن بہت جلد کامیابی حاصل کر لینے کا خیال درست نہیں۔ حالانکہ آپ ہی تقریر کی تھی۔ جو میں نے خود سُنی۔ کہ جو لوگ فرانسیسی ایلپس پر گرمیاں گزارنا چاہیں۔ یا سیر کا شوق رکھتے ہوں۔ وہ اپنے نام لکھا دیں۔ غرض اب جرمن بھی یہ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ کہ یہ لڑائی اتنی جلد ختم ہونے والی نہیں۔ جتنی جلد ختم ہونے کی انہوں نے امید کی ہوئی تھی۔ بہر حال

تمام گھبراہٹ اضطراب اور تشویش کا موجب

ملک کے وہ نادان لوگ ہیں۔ جن کو حالات کا صحیح علم نہیں ہوتا۔ اور جو جنگی فنون سے ناواقفیت کی وجہ سے خبروں کو کچھ کا کچھ بنا کر لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ مجھے خوب یاد ہے۔ میں بچپن میں بھی ایسے بیوقوفوں کے قابو کبھی نہیں آیا۔ اور میں نے ہمیشہ ان کے خیالات کو رد کیا ہے۔ چنانچہ ہندوستانی سپاہیوں سے میں نے بارہا سُنا۔ وہ جب سرحد وغیرہ پر لڑنے کے لئے جاتے۔ تو واپس آ کر کہا کرتے۔ کہ انگریز سپاہی تو وہاں صابن پی پی کر بیمار ہو جاتے ہیں۔ مگر ہم

دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ

کرتے ہیں۔ اور مجھے آج تک اپنا یہ جواب بھی خوب یاد ہے۔ کہ اگر انگریز سپاہی ایسے ہی بزدل اور کمزور ہیں۔ تو یہ ہندوستان میں کس طرح آ گئے۔ اور اس وقت تم نے ان کا کیوں مقابلہ نہ کیا۔ غرض یہ

بہت ہی بُرا طریق

ہے۔ کہ بغیر سوچے سمجھے انگریزوں پر اعتراض کیا جائے اور ان کی کمزوری کی غلط خبریں لوگوں میں پھیلائی جائیں۔ انگریزی فوج جس دلیری سے اس جنگ میں لڑ رہی ہے۔ اس کا اعتراف خود جرمنی کو بھی ہے۔ چنانچہ براڈکاسٹنگ سے کہا گیا ہے۔ کہ انگریزی فوج کے متعلق جو امید کی جاتی تھی۔ اس سے بہت زیادہ شاندار طور پر وہ لڑی ہے۔ یہ ایک ایسے

دشمن کا اعتراف

ہے۔ جو خود بھی بہادر ہے۔ اور جس کے اندر اگر جرأت نہیں۔ تو تہور ضرور ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس یہ نہایت ہی غلط طریق ہے۔ کہ قیاسات سے کام لے کر ملک میں بدامنی پیدا کی جائے۔ اور سول وار کے سامان پیدا کئے جائیں۔ یہ انگریزوں سے نہیں ہندوستان سے دشمنی ہوگی۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جہاں ان حالات کی

اصلاح کی کوشش

کی جائے۔ وہاں ان خرابیوں کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ جو اس قسم کی غلط خبروں کی اشاعت سے پیدا ہو گئی ہیں۔ اگر بعض لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے۔ کہ انگریزی طاقت کمزور ہو چکی ہے۔ اور اگر ملک میں اندر ہی اندر ملکی امن برباد کرنے کے لئے سازشیں ہو رہی ہے۔ تو وہ قوم سخت بیوقوف ہوگی۔ جو اس کے مقابلہ کے لئے تیار نہ ہو۔ ان کو ذہنی طور پر اس بات کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ کہ اگر کسی وقت کوئی ایسا خطرہ رونما ہو۔ تو وہ اس کا پورے زور سے مقابلہ کریں گے۔ پچھلی جنگ میں بھی ایسا ہوا تھا۔ چنانچہ جھنگ کے ایک آدمی نے جب دیکھا۔ کہ فرانس لڑائی میں مردہ ہو رہا ہے۔ اور انگریز جرمن کے مقابلہ میں پسپا ہو رہے ہیں۔ تو اس نے اعلان کر دیا۔ کہ میں اپنے علاقہ کا بادشاہ ہوں اور ضلع میں فساد پیدا کر دیا۔ اس جنگ میں بھی اس قسم کے واقعات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور ایسے موقع پر ہماری جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ حکومت کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے ایسے فسادیوں کا مقابلہ کرے۔ ہماری جماعت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ

مومن بزدل نہیں ہوتا

مومن کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے۔ کہ ادنیٰ سے ادنیٰ مومن دو کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور اگر کوئی زیادہ پختہ مومن ہو۔ تو وہ اکیلا دس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور اسلامی تاریخ تو بتاتی ہے۔ کہ ایک مسلمان بعض دفعہ دو دو سو کے مقابلہ میں بھی کھڑا ہوا ہے۔ انگریزی حکومت بھی کہتی ہے۔ کہ وہ ہر خطرہ کے موقعہ پر ہندوستان کی مدد کرے گی۔ اور ہم حکومت کے وعدوں پر یقین رکھتے ہیں۔ اور اس وجہ سے بھی کہ حکومت کا مرکز ہندوستان میں ہے۔ اور ہماری زیادہ تر جماعت یہیں پائی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ اس ملک کو طوائف الملوکی میں مبتلا نہیں کرے گا۔ تاہم حالات کو چونکہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس لئے

اگر کسی وقت ہندوستان میں کوئی فساد ہو جائے

تو ہماری جماعت کے دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جو لوگ ان پر حملہ آور ہوں۔ ان کے مقابلہ کے لئے وہ ان سے نصف آدمی کھڑے کریں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ ممکن ہے۔ جیسے پچھلی جنگ کے موقع پر جھنگ کے

ایک شخص نے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ اسی طرح اور ضلعوں میں بھی ایسے بادشاہ کھڑے ہو جائیں۔ ایسی صورت میں جن لوگوں پر حملہ کیا جائے۔ اگر وہ احمدی ہوں۔ تو میں انہیں نصیحت کروں گا۔ کہ وہ کبھی بھی سو کے مقابلہ میں اپنے میں سے ساٹھ آدمی نہ بھیجیں۔ بلکہ

سو کے مقابلہ میں پچاس آدمی

جائیں۔ اور اگر سو کے مقابلہ میں دس آدمی کھڑے ہوں۔ تو یہ اور بھی اچھی بات ہے۔ جاہل اور منافق اور ایمان سے ناواقف انسان کہے گا۔ کہ میں جماعت کو کیسی بے عقلی کی تعلیم دے رہا ہوں۔ مگر قرآن کریم کی تعلیم یہی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اس کے اندر علم النفس کے ماتحت اس قدر حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ کہ اگر کوئی قوم اس کے مطابق عمل کرے۔ تو اسکی کایا پلٹ جائے۔ اور وہ اتنی طاقت حاصل کرے۔ کہ جس کا مقابلہ کرنا لوگوں کے لئے بہت مشکل ہو۔ فوجی نقطہ نگاہ سے بھی یہ بدترین پالیسی ہوتی ہے۔ کہ تمام لوگ لڑنے لگ جائیں۔ اور اس سے زیادہ حماقت کی اور کوئی بات نہیں ہوتی۔ کہ توقع یہ رکھی جائے۔ کہ کوئی آدمی بھی ایسا نہ رہے۔ جو میدان جنگ سے باہر ہو۔ جیسے ہمارے ملک کے احمق نوجوان جب آپس میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ کہ ادھر فرانسیسیوں نے جرمن حملہ کو روکا ہوا ہے۔ ادھر جنرل ویگان چپ کر کے بیٹھا ہوا ہے۔ وہ کیوں

جرمنوں پر جوابی حملہ

نہیں کر دیتا۔ حالانکہ یہ کمال حماقت کی بات ہے۔ اور محض جنگی فنون کی ناواقفیت کی وجہ سے اس قسم کے اعتراضات دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ اس وقفہ کو خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھ رہے ہیں۔ کیونکہ صاف بات ہے۔ جب فرانسیسی اور انگریزی فوجیں اپنے مورچوں سے ہٹ گئیں۔ اور جرمن فوجوں کے مقابلہ میں انہوں نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ تو

پسپا شدہ فوج

کبھی ایک جگہ ٹک نہیں سکتی۔ اس کے لئے خدا تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت یہی ہوتی ہے۔ کہ چند دن کی اسے مہلت مل جائے۔ تاکہ وہ اپنے مورچوں کو اس دوران میں مضبوط کرے۔ چنانچہ جرمنی نے جب شمالی فرانس پر حملہ کر دیا۔ اور چاہا۔ کہ وہ انگلش چینل تک پہنچ جائے۔ تو اتحادیوں نے اپنی فوج کا ایک حصہ اس کے مقابلہ کے لئے رہنے دیا۔ اور باقی فوج کو اپنے مورچے مضبوط کرنے کے لئے پیچھے ہٹا لیا۔ اور یہ بات تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ کس کو فتح ہوتی ہے۔ اور کس کو شکست۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ یہ معقول بات ہے۔ کہ بجائے اس کے ساری فوج شمالی حصہ کی جنگ میں شامل ہوتی۔ انہوں نے شمالی فوج کو

جنگ کا زور برداشت کرنے کیلئے

چھوڑ دیا۔ اور جنوبی فوجوں کو نئے مورچوں کی مضبوطی کے کام پر لگا دیا۔ تاکہ جب شمال سے فارغ ہو کر دشمن جنوب پر حملہ کرے۔ تو وہ اپنے سامنے ایک سدِ سکندری کھڑی پائے۔ مگر نادانی کی وجہ سے ہمارے نوجوان بعض دفعہ اس بات پر بھی اعتراض کر دیتے ہیں۔ گویا وہ جرنیلوں سے بھی زیادہ سمجھدار واقع ہوئے ہیں۔ حالانکہ اگر انہیں فوج میں لگایا جائے تو وہ سپاہی کا کام بھی نہ کر سکیں۔ غرض جنوبی فوجوں کو بالمقابل حملہ سے باز رکھنے کی حکمت جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ یہی ہے۔ کہ اتحادی اپنے مورچوں کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ تمام فوج کو اس لڑائی میں دھکیل دیتے۔ تو انہیں جنوب میں نئے مورچے بنانے اور مضبوط کرنے کی فرصت نہیں مل سکتی تھی۔ اور چونکہ جرمن پہلے حملہ میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اتحادیوں کی فوج کو کسی جگہ ٹک کر لڑنے کا موقعہ نہیں مل سکتا تھا۔ پس انہوں نے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے فوج کے ایک بڑے حصہ کو تو جنوب میں جمع کرنے اور مضبوط مورچوں میں بٹھانے کو چھوٹی لڑائی پر مقدم سمجھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گو بظاہر فرانسیسی کمان پر یہ اعتراض ہے۔ کہ اس نے شمالی فوج کو اس کے حال پر چھوڑ کر جرمن فوج کے لئے زیادہ خطرہ پیدا کر دیا کیونکہ بوجہ بالکل گھر جانے کے اس فوج نے جرمن فوج کا نہایت سختی سے مقابلہ کیا۔ اور ان کا بہت نقصان کر دیا۔ ایسا حملہ وہی سپاہی کر سکتے ہیں۔ جو موت کو اپنے سامنے کھڑا دیکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ فرانسیسی کمان نے جنوبی فوج کے لئے سانس لینے کا وقت نکال لیا۔ اور انہیں مورچے مضبوط کرنے کا موقعہ دے دیا۔ شمالی فوج کو جس بے بسی میں چھوڑا گیا۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ اس فوج کا ہر سپاہی جرمن حملوں کا مقابلہ کر رہا ہے۔ کیونکہ ایک جرمن کے سامنے صرف فتح کا خیال ہے۔ مگر ایک اتحادی کے سامنے صرف فتح کا ہی سوال نہیں۔ بلکہ اپنی جان کا بھی سوال ہے۔ بلکہ اسکی عزت۔ اس کی قوم اور اس کے ملک کے خطرات بھی اس کے سامنے ہیں۔ مگر اس کے علاوہ ہر سپاہی سمجھتا ہے۔ کہ اگر ایک دفعہ بھی اس کی آنکھ جھپک گئی۔ تو وہ زندہ نہیں رہے گا۔ اس وجہ سے

ایک ایک اتحادی چار چار پانچ پانچ جرمن سپاہیوں کا مقابلہ کر رہا ہے

اور جنوبی فوجوں پر جرمن حملے کا جو زور تھا۔ وہ رک گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی فرانسیسی اور انگریز نئے مورچے بنا رہے ہیں۔ اور انہیں مضبوط سے مضبوط تر بناتے جا رہے ہیں۔

غرض ان باتوں میں دخل دینا جن سے انسان کلیتہً ناواقف ہو۔ سخت احمقانہ فعل ہوا کرتا ہے۔ یوں تو جنگی فنون کے لحاظ سے میں بھی ویسا ہی ناواقف ہوں۔ جیسے تم۔ مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ان علوم کو سمجھنے کا ملکہ دیا ہے۔ اور گو میں سپاہی نہیں۔ مگر سپاہیوں کے فوجی علم کے مطالعہ کا ہمیشہ شوق رکھتا ہوں۔ اور کچھ اس وجہ سے بھی کہ ہمارا فوجی خاندان ہے۔ مجھے ان باتوں سے دلچسپی ہے۔ کیونکہ فوجی خاندان سے تعلق رکھنے کی وجہ سے وہ روح میرے اندر پائی جاتی ہے۔ جو فوجیوں کے اندر ہوا کرتی ہے۔

پس میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ بری خبروں کو اے کر دوڑنا۔ انہیں لوگوں میں پھیلانا اور ان پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرنا

بہت بڑے گناہ کی بات

ہے۔ اور انہی باتوں کے نتیجہ میں ملک کا امن برباد ہوا کرتا ہے۔ اگر کسی وقت ملک میں فساد ہو گیا۔ اور لوگوں نے جتھے بنا بنا کر ایک دوسرے پر حملہ کرنا اور دوسروں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ تو اس کے ذمہ وار وہی لوگ ہونگے۔ جنہوں نے لوگوں میں اس قسم کی بری خبریں پھیلائیں۔ اور اگر کسی جگہ ایک احمدی بھی ان فسادات کے نتیجہ میں مارا گیا۔ تو اس کا تمام گناہ ان گندی فطرت کے احمدیوں پر عاید ہوگا۔ جو اس قسم کی خبروں پر خوشی مناتے اور لوگوں کو ہنس ہنس کر سناتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے حضور سخت گنہگار اور مجرم ہوں گے۔ اور وہ غیر احمدیوں سے زیادہ قصوروار ہوں گے۔ کیونکہ ان

خبیث الفطرت لوگوں کو

سمجھایا بھی گیا۔ مگر وہ پھر بھی نہ سمجھے۔ ان کو چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔ اور دعاؤں میں لگے رہیں۔ ایسے اوقات میں ہنسی اور مذاق اور تمسخر اور عدم سنجیدگی سے کام لینا سخت کمینگی کی بات ہوتی ہے۔ اس وقت دنیا کی عزت کا سوال ہے۔ اس وقت دنیا کے امن چین راحت اور زندگی کا سوال ہے۔ پس کیسا ہی بے شرم اور بے حیا وہ شخص ہے۔ جو گھر میں بیٹھ کر خبریں سنتا اور کبھی اس پر تمسخر اڑا دیتا ہے۔ اور کبھی اس پر۔ اور یہ نہیں دیکھتا۔ کہ اس وقت

پندرہ بیس لاکھ آدمی

چاہے وہ جرمنی کے ہوں۔ کہ آخر وہ بھی انسان ہیں۔ چاہے وہ برطانیہ کے ہوں کہ وہ بھی انسان ہیں۔ چاہے وہ فرانس کے ہیں کہ وہ بھی انسان ہیں۔ چاہے وہ پولش ہوں۔ کہ وہ بھی انسان ہیں۔ اور چاہے وہ کسی اور قوم سے تعلق رکھتے ہوں۔ کہ وہ بھی انسان ہیں۔ بہر حال پندرہ ۱۵ بیس ۲۰ لاکھ انسان رات اور دن بغیر دم لئے لڑ رہے اور ٹینکوں اور موٹر گاڑیوں کے نیچے کٹتے چلے جا رہے ہیں۔ تمہاری مائیں اور بہنیں اگر تم دس میل کے سفر پر بھی جاتے ہو۔ تو آنسوؤں سے تمہیں رخصت کرتی ہیں۔ مگر تمہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کبھی خیال نہیں آتا۔ کہ لاکھوں گھر اس وقت ایسے ہیں جن میں مائیں اور بہنیں اور بیٹیاں اور بیویاں اس انتظار میں بیٹھی رہتی ہیں۔ کہ کب تار آتا ہے۔ جس میں یہ لکھا ہوگا۔ کہ آج تمہارا بیٹا مارا گیا۔ آج تمہارا خاوند مارا گیا۔ آج تمہارا باپ یا تمہارا بھائی مارا گیا۔ کیا یہ واقعات ہنسی مذاق کی اجازت دے سکتے ہیں۔ اور کیا یہ خبریں ہنسی اور مذاق سے سننے کے قابل ہیں۔ یا کیا ان خبروں کو سننے کے بعد تمہارے لئے جائز ہو سکتا ہے۔ کہ تم گپیں ہانکنے لگ جاؤ۔ اور کہو کہ فلاں نے یہ کیا۔ اور فلاں نے وہ جس شخص کے دل میں ایک ذرہ بھر بھی ایمان ہو۔ جس شخص کے دل میں ایک ذرہ بھر بھی شرافت ہو۔ جس شخص کے دل میں ایک ذرہ بھر بھی انسانیت کا جذبہ ہو۔ وہ کبھی ان باتوں کو

ہنسی مذاق میں

نہیں اڑا سکتا۔ ہاں اگر کوئی کمینہ فطرت اور خبیث الطبع انسان ہو۔ تو اس کا ایسے موقع پر بھی دل نہیں کانپتا۔

آخر جیسے تمہاری ماؤں اور بہنوں اور بیٹیوں کے دل ہیں۔ ویسے ہی ان کی ماؤں اور بہنوں اور بیٹیوں کے دل ہیں۔ اور ایک ایک قدم پر ان کے بیٹے ان کے بھائی اور ان کے باپ اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گذرتا۔ جس سیکنڈ میں پندرہ بیس آدمی وہاں نہیں مرتے۔ جتنی دیر مجھے اس وقت خطبہ پڑھتے ہوئی ہے۔ اتنی دیر میں وہاں ہر ایک سپاہی پچاس ساٹھ آدمیوں کو اپنے سامنے مرتے ہوئے دیکھ لیتا ہے۔ کچھ اپنی فوج میں سے اور کچھ دشمنوں کی فوج میں سے۔ اور پھر موت بھی کیسی کہ جس پر کوئی آنسو بہانے والا نہیں۔ بھائی کے سامنے بھائی مرتا ہے۔ مگر اسے اتنی اجازت نہیں ہوتی۔ کہ وہ اسکی لاش کو اٹھائے۔ بلکہ ادھر مرنے والے مرتے ہیں۔ اور ادھر فوج کو حکم ملتا ہے۔ کہ ایک قدم پیچھے ہٹو۔ پھر اور آدمی مرتے ہیں۔ تو پھر حکم ملتا ہے۔ کہ ایک قدم اور پیچھے ہٹو۔ اسی طرح وہ

لاشوں کے انبار

کو چھوڑتے ہوئے پیچھے کو ہٹتے چلے جاتے ہیں۔ اور ان کی آنکھوں کے سامنے دشمن کے ٹینک آتے ہیں۔ اور وہ ان مردوں کی ہڈیوں کو مسل دیتے ہیں۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے عزیزوں کا بھیجا نکل رہا ہوتا ہے۔ پیٹ پھٹ رہا ہوتا ہے۔ ہڈیاں ٹوٹ رہی ہوتی ہیں۔ اور وہ بے گور و کفن وہاں پڑے ہوتے ہیں۔ مگر ان میں کسی کو اجازت نہیں ہوتی۔ کہ ایک آنسو بھی بہائے۔ یا ایک قدم بھی رک جائے۔ کیا یہ باتیں اس قسم کی ہیں۔ کہ انسان ان کا ذکر سن کر ہنسی مذاق میں مشغول ہو جائے۔ یا اس قسم کی ہیں۔ کہ انسان کا دل ان کا ذکر سنکر خدا تعالےٰ کی خشیت اور اس کے خوف سے بھر جائے۔ اگر ایسے موقع پر بھی کسی انسان کے دل میں

خدا تعالےٰ کا خوف

پیدا نہیں ہوتا۔ اور اگر ایسے موقع پر بھی کوئی شخص ہنسی مذاق سے باز نہیں آتا۔ تو وہ ہرگز انسان کہلانے کا مستحق نہیں۔ بلکہ وہ مجسم شیطان ہے جو دنیا میں چل پھر رہا ہے۔

دوسری بات جس کی طرف میں تمہیں توجہ

دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ یہی مسجد ہے۔ جس میں خدا تعالےٰ نے تمہیں

ایک بہت بڑا نشان

دکھایا۔ آج سے پانچ دن پہلے اتوار کے روز اسی مسجد میں کھڑے ہو کر میں نے تمہیں اپنا یہ الہام سنایا تھا۔ کہ ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب ایک بادشاہ میری آنکھوں کے سامنے سے گزارا گیا۔ اور پھر مجھے الہام ہوا۔ کہ ایب ڈی کیٹڈ Abdicated اور میں نے بتایا تھا۔ کہ اسکی تعبیر میرے ذہن میں یہ آتی ہے۔ کہ کوئی بادشاہ اس جنگ میں معزول کیا جائے گا۔ یا کسی معزول بادشاہ کے ذریعہ سے کوئی تغیر واقع ہوگا۔ چنانچہ اس الہام پر ابھی تین دن ہی گذرے تھے۔ کہ خدا تعالےٰ نے بلجیم کے بادشاہ

لیوپولڈ کو ناگہانی طور پر معزول کروا دیا۔

انگلستان کا امیر البحر کہتا ہے۔ کہ میں رات کو اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ مگر مجھے یہ معلوم نہیں تھا۔ کہ صبح ہوتے ہی اس نے یہ فیصلہ کر دینا ہے۔ ایب ڈی کیٹڈ کے لغت میں یہ معنے لکھے ہیں۔ کہ کوئی ایسا شخص جو اپنے اختیارات کو چھوڑ دے۔ Resign announcement کسی اعلان کے ذریعہ سے or default سے یا عملاً اپنے فرائض منصبی کو ادا نہ کر سکنے کے ذریعہ سے گویا یا تو وہ خود کہہ دے۔ کہ میں بادشاہ نہیں رہا۔ یا ایسے حالات پیدا ہو جائیں۔ کہ وہ بادشاہت کے فرائض ادا نہ کر سکے۔ بعینہٖ یہی الفاظ بلجیم گورنمنٹ نے استعمال کئے ہیں۔ اور اس نے کہا ہے۔ کہ ہمارا بادشاہ جرمن قوم کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ اب اپنے فرائض کو ادا نہیں کر سکتا۔ پس اب بلجیم کی قانونی گورنمنٹ ہم ہیں۔ نہ کہ لیوپولڈ۔ پس بلجیم کے لوگوں کو جہاں کہیں ہوں لیوپولڈ کی بات نہیں ماننی چاہیئے۔ بلکہ ہماری بات ماننی چاہیئے۔ تم غور کرو۔ کہ کتنا عظیم الشان نشان ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے تمہیں دکھایا۔ جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خبر دی۔ اور منگل کی رات کو بغیر اس کے کہ کسی اور کو خبر ہو۔

بلجیم کے بادشاہ نے

اپنے آپ کو جرمنوں کے سپرد کر دیا۔ کیا کوئی انسان ہے۔ جو اس قسم کا غیب معلوم کر سکتا ہے۔ وہ لوگ جو اس کے پہلو بہ پہلو رہے۔ وہ جرنیل جو اس کے دائیں بائیں رہے۔ اور وہ وزراء جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتے تھے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ آخری وقت تک ہمیں اس بات کا علم نہیں ہوا۔ کہ لیوپولڈ نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے۔ ممکن ہے۔ اگر بعد میں زیادہ تحقیقات کی جائے۔ تو لیوپولڈ کے اس فیصلہ کی وہی تاریخ ثابت ہو۔ جس تاریخ کو اللہ تعالےٰ نے مجھے اس واقعہ کی اطلاع دی۔ گویا ہفتہ اور اتوار کی رات کو ادھر بلجیم کے بادشاہ نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ وہ اپنے آپ کو جرمن قوم کے حوالے کر دے۔ اور ادھر جبکہ اس فیصلہ سے اس کے وزراء تک ناواقف تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ہزاروں میل کے فاصلہ پر کراچی میل میں آتے آتے مجھ پر اس راز کا انکشاف کر دیا۔ اور بتا دیا۔ کہ لو ہم تمہیں خبر دیتے ہیں۔ کہ

جنگ سے تعلق رکھنے والا ایک بادشاہ

معزول کیا گیا ہے۔

کتنی زبردست طاقتوں کا مالک ہمارا خدا ہے۔ اور کس قدر وہ علیم اور خبیر ہے۔ کہ جس بات سے قومیں ناواقف ہیں۔ جس بات سے حکومت کے وزراء ناواقف ہیں۔ جس بات سے ایک بادشاہ کے پہلو بہ پہلو رہنے والے بے خبر ہیں۔ اس کے متعلق خدا تعالےٰ قبل از وقت مجھے اطلاع دے دیتا ہے۔ اور تین دن کے اندر اندر وہ بات پوری ہو جاتی ہے۔ یہ

خدا تعالےٰ کے علم غیب کا ایک زبردست ثبوت

ہے۔ اور ہمیشہ ہی خدا تعالیٰ ہمیں علم غیب کی خبریں دیتا رہتا ہے۔ جو احمدیت کی صداقت کا ایک بہت بڑا ثبوت ہیں۔ مگر پھر بھی بہت سے نادان احمدی دنیا کی طرف اپنی نگاہیں رکھتے ہیں۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف ان کی نگاہ کبھی نہیں اٹھتی۔ وہ نام کے لحاظ سے تو بے شک ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ مگر حقیقتاً ہم میں شامل نہیں۔ کیونکہ ان کا خدا پر ایمان نہیں۔

جب گذشتہ جنگ ہوئی۔ اور بلجیم پر حملہ ہوا۔ تو مجھے یاد ہے۔ اس وقت بھی اللہ تعالےٰ نے مجھ پر

بعض غیب کی خبروں کا انکشاف

کیا تھا۔ مثلاً میں نے دیکھا کہ ایک طرف انگریز اور فرانسیسی ہیں۔ اور دوسری طرف جرمن اور دونوں میں فٹ بال کا میچ ہو رہا ہے۔ جرمن فٹ بال کو لاتے لاتے گول کے قریب پہنچ گئے۔ مگر گول ہو نہیں سکا۔ اتنے میں پھر اتحادی ٹیم نے طاقت پکڑ لی۔ اور انہوں نے فٹ بال کو دوسری طرف دھکیل دیا۔ جرمن یہ دیکھ کر واپس دوڑے۔ اور انگریز بھی فٹ بال کو لے کر دوڑنے لگے۔ مگر جب وہ گول کے قریب پہنچ گئے۔ تو وہاں انہوں نے کچھ گول گول سی چیزیں بنا لیں۔ جن کے اندر وہ بیٹھ گئے۔ اور باہر بہ بیٹھ گئے۔ بعینہٖ اسی طرح جرمن لشکر نے جب حملہ کیا۔ تو وہ پیرس تک پہنچ گیا مگر پھر اسے واپس لوٹنا پڑا۔ اور جب سرحد پر واپس لوٹ آیا۔ تو وہاں اس نے ٹرنچز Trenches بنا لیں۔ اور اس کے اندر بیٹھ گئے۔ اور اس طرح چار پانچ سال تک وہاں لڑائی ہوتی رہی۔

تو اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو جب چاہتا ہے۔ غیب کی خبریں دیتا ہے۔ اس جنگ کے متعلق تو اتنی کثرت سے اللہ تعالےٰ نے مجھ پر

امور غیبیہ کا اظہار

کیا ہے۔ کہ پچھلی جنگ میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں تھا۔ اور میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ واقعات ویسا ہی رنگ اختیار کر رہے ہیں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس الہام کو کسی اور رنگ میں بھی پورا کر دے۔ کیونکہ بعض دفعہ الہام کئی کئی رنگوں میں پورا ہو جاتا ہے۔ مگر بہر حال اس وقت تک جو واقعات ظاہر ہوئے ہیں۔ ان سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایب ڈی کیٹڈ سے مراد بلجیم کے بادشاہ کا عملاً معزول کیا جانا تھا۔ جو بعد میں ممکن ہے اعلان کے ذریعہ سے بھی معزول کر دیا جائے۔ ابتداء میں جب مجھے یہ الہام ہوا۔ تو میں حیران ہوا کہ نہ معلوم اس سے کونسا بادشاہ مراد ہے۔ پہلے خیال آیا۔ کہ کہیں اس سے ہمارے بادشاہ ہی مراد نہ ہوں۔ پھر خیال آیا۔ کہ ممکن ہے۔ سابق کنگ ایڈورڈ ہشتم مراد ہوں۔ ایک اور بادشاہ کی طرف بھی بعض دوستوں کا ذہن منتقل ہوا۔ مگر واقعات نے ظاہر کر دیا۔ کہ یہ الہام بلجیم کے بادشاہ کے متعلق تھا۔ چنانچہ اس نے جرمن فوجوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور اس کی قوم نے یہ اعلان کر دیا۔ کہ یہ اس کا ایک ذاتی فعل ہے۔ جس کے ہم ذمہ وار نہیں۔ وہ عملی طور پر اب بادشاہت سے الگ ہے۔ اور اس کے حکم کو ماننا ہم پر واجب نہیں۔

تو مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف نگاہ رکھنی چاہیئے۔ اور بجائے اس کے کہ انسان یہ معلوم کرنے کا شائق رہے۔ کہ جرمن براڈ کاسٹ کیا کہتا ہے۔ اسے

خدا تعالےٰ کا ریڈیو سننے کی کوشش

کرنی چاہیئے۔ ۱۹۱۸ء میں اسی مسجد میں میں نے الہام کی تھیوری بیان کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا الہام ہر وقت نازل ہوتا رہتا ہے۔ اور انسانی دماغ میں ایسی کلیں موجود ہیں۔ کہ جن سے اگر کام لیا جائے۔ تو انسان اللہ تعالےٰ کی آواز کو سن سکتا ہے۔ اس وقت ریڈیو کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اور میں نے سادہ زبان میں مفہوم بیان کر دیا تھا۔ کہ انسان کے دماغ میں ایسی کل موجود ہے۔ کہ جسے اگر اللہ تعالےٰ کی طرف پھرایا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ کے الہام کو وہ سن

سکتا ہے۔ پس انسان کیوں نہ اپنے دماغ کو ایسا صاف رکھے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی خبروں کو سن سکے۔ انسانی خبروں میں تو جھوٹ سچ ملا ہؤا ہوتا ہے۔ پھر بندے آج کچھ کہتے ہیں۔ اور کل کچھ۔ مگر خدا تعالیٰ کے کلام کے ساتھ ایک طاقت اور قوت ہوتی ہے۔ اور جو بات اس کی طرف سے ظاہر ہو۔ وہ کبھی بدل نہیں سکتی۔ پس میں

جماعت کے دوستوں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ وہ براہ راست خدا تعالیٰ سے علم حاصل کرنے کی کوشش کیا کریں۔ اور اس مقصد کے لئے قرآن کریم حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو پڑھا کریں۔ میرے نزدیک تو وہ نہایت ہی بے شرم انسان ہے۔ جو ازالہ اوہام میں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر پڑھتا ہے۔ کہ "ہر ایک سعادتمند مسلمان کو دعا کرنی چاہیئے۔ کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں۔ اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے۔ جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں۔ تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گذار ہیں۔" (صفحہ ۵۰۹) اور پھر اس تحریر کو پڑھنے کے بعد وہ باہر نکلتا ہے۔ اور خبریں سنکر کہتا ہے کہ آہا ہا انگریزوں کو فلاں مقام پر شکست ہوئی۔ اس سے زیادہ بے ایمان اور کون شخص ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا مسیح تو کہتا ہے۔ کہ ہر ایک مسلمان کو

انگریزوں کی کامیابی کے لئے دعا

کرنی چاہیئے۔ اور یہ کہتا ہے۔ کہ دعا کی کیا ضرورت ہے۔ انگریزوں کو شکست ہو۔ تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ میں تو ایسے احمدی کو لعنتی انسان سمجھتا ہوں۔ اور میں تو یقین رکھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا بہر حال قبول ہوگی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا منشاء کسی اور بڑی حکمت کے ماتحت اس دعا کو قبول کرنے کا نہ بھی ہؤا۔ تو بھی اس شخص پر ضرور لعنت پڑ جائیگی۔ کیونکہ اس نے اپنے آپ کو اس صف میں کھڑا کیا۔ جو خدا تعالیٰ کے مسیح کے دشمنوں کی ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اگر ہمارا ذرہ ذرہ اسی رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا۔ جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں رنگین کرنا چاہتے تھے۔ تو پھر ایمان کس چیز کا نام ہے۔ اور اگر ہم ایسے امور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اختلاف رکھنا جائز قرار دیں۔ تو یہ ایسی ہی بات ہوگی۔ جیسے کہتے ہیں۔ کہ کسی پٹھان کے سامنے کسی نے سینہ پر ہاتھ باندھنے یا آمین بالجہر کہنے کا مسئلہ بیان کیا۔ تو وہ کہنے لگا۔ میں ان باتوں کو نہیں مانتا۔ اس پر اس نے کہا۔ کہ تم تو سید عبد القادر صاحب جیلانی کو مانتے ہو۔ اور یہ عقیدہ ان کا بھی تھا۔ وہ کہنے لگا۔ ہمارے پیر کا مذہب اور۔ ہمارا مذہب اور۔

تو ایک مسائل کا اختلاف ہوتا ہے۔ اور ایک مقصود اور مدعا میں اختلاف ہوتا ہے۔ مسائل میں بعض جگہ جبکہ شریعت اجازت دیتی ہو۔ ایک حد تک پیر سے اختلاف جائز ہوتا ہے۔ مگر مقصود اور مدعا میں اختلاف جائز نہیں ہوتا۔ بعض نادان کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نواب محمد علی خاں صاحب کو اجازت دی تھی۔ کہ وہ اس عقیدہ کو تسلیم کرتے ہوئے بھی کہ حضرت علی رضہ حضرت ابوبکر رضہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے افضل تھے۔ آپ کی بیعت کر سکتے ہیں۔ اور اس سے استنباط کرتے ہیں۔ کہ

عقائد میں اختلاف

ہو سکتا ہے۔ مگر یہ درست نہیں۔ کیونکہ یہ عقیدہ ایسا نہیں تھا۔ جس کا موجودہ زمانہ سے کوئی تعلق ہو۔ حضرت علیؓ بھی فوت ہو چکے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ بھی فوت ہو چکے ہیں۔ اور حضرت عمرؓ بھی فوت ہو چکے ہیں۔ اور حضرت عثمانؓ بھی فوت ہو چکے ہیں۔ اور اب اس بحث کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔ کہ کون افضل ہے اور کون نہیں اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ عقیدہ رکھنے کے باوجود نواب صاحب کو بیعت کی اجازت دے دی۔ مگر

مقصود اور مدعا میں اختلاف

کبھی جائز نہیں ہو سکتا۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل مقصد اسلام کی فتح تھی۔ اب اگر کوئی کہے۔ کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مرید تو ہوں۔ مگر میرا مقصد اسلام کی فتح نہیں بلکہ عیسائیت کی فتح ہے۔ تو اسے ہم اُلو ہی سمجھیں گے۔ تو مقصود میں اختلاف کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہوتا۔ مسائل کا اختلاف بالکل اور چیز ہے۔ اور اس کے متعلق بھی حد بندیاں ہیں۔ کہ کس وقت وہ اختلاف جائز ہوتا ہے۔ اور کس حد تک جائز ہوتا ہے۔ مگر اب وقت نہیں۔ کہ میں ان حد بندیوں کو بیان کر سکوں۔ پس مسائل میں اختلاف اور بات ہے۔ اور مقصود اور مدعا میں اختلاف بالکل اور بات ہے۔ اور اگر کوئی شخص مقصود اور مدعا میں کوئی اختلاف رکھتا ہو۔ تو وہ ہرگز مرید کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ پس ہماری جماعت کے دوستوں کو یہ امر اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ حکومت برطانیہ کے متعلق اگر وہ غیر ذمہ وارانہ رنگ میں باتیں کرتے رہینگے۔ تو وہ

دین کو نقصان پہنچانے والے

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کی صف میں کھڑے ہونے والے سمجھے جائیں گے۔ اگر انہیں

پیغامی مشن!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر مبایعین کدھر جارہے ہیں

پیغامیوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ

(۱) لیجیئے اور سنیئے! غیر مبایعین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حال ہی میں ایک جدید انکشاف کی بنا ر پر ایک اور خطاب دے دیا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امت مسلمہ کا ایک "مخصوص عالم" بنا کر ایک دفعہ پھر احمدیت کے مقدس اصولوں سے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ تعجب کی بات ہے۔ کہ یہ ان لوگوں کی حالت ہے۔ جو بزعم خود اس بات کے مدعی ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود کی ہر تحریر کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ ان کے اس سر تا پا باطل دعوے کی تغلیط ان کے موجودہ اعلان عقیدہ سے بخوبی ہو رہی ہے۔ اور ہم ان کے مشکور ہیں۔ کہ انہوں نے ہم کو اس باطل اعلان کی تردید کا موقع نہ دیا۔ بلکہ خود ہی اپنے عمل سے دشمنِ احمدیت ہونے کی تصدیق ثبت کر دی۔ ہمارے معزز ناظرین کو ان کے اس فعلِ قبیح سے حیران نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ ابھی دیکھتے جائیے۔ وہ دن دور نہیں جب غیر مبایعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صرف ایک عام "عالم" کی حیثیت سے کھڑا کر کے اپنے "واجب الاطاعت" امیر سے بھی نیچے گرا دیں گے۔ ؎

بدگمانی نے انہیں مجنون و اندھا کر دیا
ورنہ تھے میری صداقت پر براہیں بیشمار

(۲) ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مذاہب کو سیاسیات کا جامہ پہنایا جا رہا ہے۔ اور پیغامی مرغ باد نما ہوا کے رخ اپنی منقار ہوس پھرا دینے میں بڑا چالاک ہے۔ غیر احمدیوں سے چندہ بٹورنے کے لئے وہ مجبور ہے۔ کہ وقت کی نزاکت کے ساتھ ساتھ خود کو پورا پورا ابن الوقت ثابت کرے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس نے اب تک کئی قلابازیاں یکے بعد دیگرے کھائیں۔ کبھی مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجیں۔ اور کبھی تکفیر المسلمین کا مسئلہ گھڑا۔ اور کہیں اپنی نام نہاد انجمن کو نظام خلافت پر ترجیح دی۔ وہ لوگ جو خلافت حقہ کو غلامی کے جوآ سے تعبیر کرتے کرتے بڈھے ہو گئے۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد اپنے چند من چلے چیلوں کو لے کر ایسے بے باک ہوئے۔ کہ امارت کے شوق نادیدہ میں خلافت اور "واجب الاطاعت امارت" میں بھی تمیز نہ کر سکے۔ اور بڑی آن بان شان کے ساتھ "واجب الاطاعت" امیر بن بیٹھے۔ یعنی دوسرے معنوں میں ضرورت خلافت کا اقرار کر لیا۔ اور نہایت بھونڈی شکل میں اسکی ترجمانی بھی کر دی۔ یہ سب کچھ ہؤا۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا وہ نبوت اور خلافت کو چھوڑ کر اپنے مسموم عزائم میں کامیاب ہو گئے؟ لیکن ڈھاک کے وہی تین پات۔ آج اس کارخانہ کے تمام کے تمام کل پرزے بغاوت کے خطرناک جراثیم کا شکار ہیں۔ جس کی وجہ سے ایوانِ امارت میں خوف و حزن ہر لمحہ طاری رہتا ہے۔ اور اس میں روز بروز شدت پیدا ہو رہی ہے۔ ان حالات میں امارت کے بقا کے لئے آئندہ مستقبل میں امید رکھنا خوش فہمی سے زیادہ ہرگز نہ ہوگا۔ ہمارا چھبیس سالہ تجربہ ہے۔ کہ اکابرینِ غیر مبایعین نے جو بھی بچاؤ کی تدبیر نکالی۔ وہی ان کے مفاد کے منافی پڑی۔ اور ایسی بے بچاؤ کی پڑیں۔ کہ اپنے بھی بیگانے ہو گئے۔ آج دنیا خوب جانتی ہے۔ کہ وہ کس مقام پر ہیں؟ ہم غیر مبایعین کو اگر وہ ناراض نہ ہوں۔ صاف بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ سمجھدار غیر احمدی ان کی اس دوئملی سے یقیناً بیزار ہیں۔ اور وہ اپنے اور جماعت احمدیہ قادیان کے درمیان ان کو خطرناک "جاسوس" سے کم نہیں سمجھتے۔ اب غیر مبایعین کو یا تو ٹھیک ٹھیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی کا جوآ اپنی گردنوں میں حمائل کرنا ہوگا۔ اور یا پھر مسٹر ایچ۔ اے والٹر ایم۔ اے سیکرٹری آل انڈیا کرسچین ایسوسی ایشن کے اس اعلان پر عملدرآمد کرنا ہوگا۔ جو انہوں نے اپنی کتاب "احمدیہ موومنٹ" میں تفریط کی طرف جانے والی اس بے اصولی ٹولی کے متعلق کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات یقینی طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ کہ اس فرقہ کی لاہوری پارٹی آہستہ آہستہ مسلمانانِ ہند کی مسلم لیگ پارٹی میں جذب ہو جائے گی۔" (ترجمہ از احمدیہ موومنٹ صفحہ ۱۴۷ ایڈیشن ۱۹۱۸ء)

مسٹر ایچ۔ اے والٹر کا یہ خواب آہستہ آہستہ بخوبی سے پورا ہو رہا ہے۔ وہ جاننے والے خوب جانتے ہیں۔ غیر مبایعین کا موجودہ انکشاف جس کی بنا ر پر حضرت مسیح موعود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علیہ السلام کو "مخصوص عالم" بنایا گیا ہے۔ مسلمانانِ ہند کی مسلم لیگ پارٹی کے اندر جذب ہونے کا ایک نامحسوس طریقہ ہے۔ جو شاید کچھ عرصہ تک اسی طرح استعمال کیا جائے۔ اور پھر اعلانیہ اس کا اظہار بھی کر دیا جائے۔ لیکن خواہ کچھ بھی ہو۔ مسٹر ایچ اے والٹر کا قیاس قابل داد ہے۔

مسٹر ایچ۔ اے والٹر لاہوری پارٹی کے بعد جماعت قادیان کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"لیکن اس کے مقابل پر قادیان کی پارٹی آخر تک اسلام کی ایک مستقل اور جداگانہ پارٹی رہے گی۔ اور غالباً ایسی حالت میں بڑھتی رہے گی" (ترجمہ از احمدیہ موومنٹ)

(۴) یہ ایک ایسی شخصیت کی آواز ہے۔ جو نہ صرف غیر جانبدارانہ ہے۔ بلکہ ایسی کمیونٹی کے فرد کی آواز ہے۔ جو احمدیت کے مقابلہ میں ہمیشہ شکست خوردہ ثابت ہوئی ہے۔ ظاہر ہے۔ ایسے شخص سے اس سے زیادہ اچھی رائے کی امید رکھنا یقیناً بھول ہوگی۔ تاہم یہ بات خوشی کا موجب ہے۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان اور لاہوری پارٹی کے درمیان جو فرق ہے۔ نمایاں طور پر بیان کیا گیا ہے۔ لیکن قطع نظر اس کے کہ پادری صاحب نے کیا کہا ہے۔ اور غیر مبایعین کا قدم کس طرف اُٹھ رہا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ غیر مبایعین خوب جانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحیح مقام کیا ہے۔ جیسے کہ میں نے اپنے ایک سابقہ مضمون میں مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین کے ایک حلفیہ بیان کا اقتباس دیا تھا۔ جس میں انہوں نے خدا کو حاضر ناظر جان کر بتایا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مدعی نبوت ہیں۔ اور ایسے ہی نبی ہیں۔ جیسے انبیاء سابقین تھے۔ مولوی صاحب موصوف نے اپنے بیان میں یہ بھی بتایا تھا کہ حضرت مسیح موعود کے منکرین ویسے ہی ملزم ہیں۔ جیسے کہ دوسرے انبیاء کے منکرین۔ مگر افسوس نہ تو مولوی صاحب نے اس مضمون کی طرف توجہ دی۔ اور نہ ہی ہمارے مطالبہ کا جواب دیا۔ بہر حال اب یہ بات محتاج تشریح نہیں۔ کہ "امیر پیغام" اور ان کے مرید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اللہ تسلیم کرتے رہے ہیں۔ ورنہ وہ اس ضروری مسئلہ کی طرف ضرور متوجہ ہوتے۔ اور اپنے حلفیہ بیان کی اگر وہ جھوٹ ہوتا تردید کرتے۔

(۵) مولوی صاحب کو جماعت قادیان سے شکایت ہے۔ کہ وہ علمی دلائل سے تہی دست ہو گئی ہے۔ کیا خوب! اگر گالیوں کا نام دلائل ہے۔ تو وہ یقیناً جماعت قادیان کے پاس نہیں۔ ہم مولوی صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ انہوں نے جماعت قادیان کو اس میدان میں یقیناً شکست دے دی ہے۔ مولوی صاحب کے نزدیک لاکھوں بندگانِ خدا کے مطاع سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی کو "یزید" کہنا بالکل معمولی بات ہے۔ اور وہ باوجود یہ جاننے کے کہ محمود کون ہے۔ کس کا لختِ جگر ہے؟ اسکو گالیاں دیتے ہیں۔ اور شکوہ ہم سے کرتے ہیں۔ کہ ہم پیغامیوں کے متعلق سخت زبان استعمال کرتے ہیں۔ اے کاش مولوی صاحب اب بھی حضرت مسیح موعود کے لختِ جگر پر زبانِ طعن دراز کرنا بند کر دیں ؎

تم کو خو ہو گئی بُرائی کی
درگزر کیجئے بھلا کب تک

(۵) اب میں غیر مبایعین کے اس باطل ادعا کو توڑتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں کہیں بھی دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ لیکن قبل اس کے مولوی صاحب سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ جب بقول آپ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں کہیں بھی دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ تو آپ خواہ مخواہ مدعی سست گواہ چست کے مصداق کیوں بن گئے تھے؟ کہ عدالتوں میں بلا وجہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق حلف تک اٹھانے اور حضور کے منکرین کو کافر ٹھہرانے لگے تھے۔ کیا آپ اس وقت غالی تھے؟ کیا آپ کا اس وقت کا غلو جائز تھا؟ اگر آپ کے اس وقت کے نقشِ قدم پر چلا جائے۔ تو کیا یہ فعل ناجائز ہوگا؟ اور اگر ناجائز ہوگا۔ تو کیوں؟ کیا آپ تقیہ بھی کرتے رہے ہیں؟

(۶) اگرچہ مولوی صاحب اور ان کے "مخلص مرید" ایک عرصہ سے دنیا کو دھوکا دینے میں لگے ہوئے ہیں۔ مگر چونکہ غیر مبایعین کا دماغی توازن جماعت احمدیہ قادیان کے بے پناہ دلائل کے مقابل پر پے در پے شکست کھانے کی وجہ سے انتہائی انتشار کی حالت کو پہنچ گیا ہے۔ اور وہ گرگٹ کی طرح آئے دن رنگ بدلتے رہتے ہیں۔ اور کہیں بھی سکون نہیں پاتے۔ اس لئے ان کا ٹھیک عقیدہ معین کرنا کم از کم تا حال بلکہ شاید ہمیشہ کے لئے غیر ممکن ہے۔ لیکن غیر مبایعین کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کا رنگ زوال پر نمایاں ہو رہا ہے یہ محل بادِ صرصر کے جھونکوں سے ٹکرا کر ایک دن ضرور گر کر رہے گا۔ اور ہمیشہ کے لئے پیوست خاک ہو جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا مسئلہ اتنا واضح اور بے لاگ ہے۔ کہ شاید ہی کوئی دوسرا مسئلہ ہو۔ مگر آج وہی مسئلہ ان غیر مبایعین کے لئے لاینحل بن رہا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کی حین حیات میں اس عقیدہ کے نہ صرف حامی تھے۔ بلکہ منکرین نبوت کو اپنے دلائل سے ساکت کیا کرتے تھے۔ غیر مبایعین کے اکابرین کا اگر اس وقت کا لٹریچر اٹھا کر دیکھا جائے۔ تو جا بجا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی اللہ ہونے کا اقرار ملے گا۔ پس حضرت مسیح موعود کا نبی ہونا اب بھی واضح ہے۔ حضرت مسیح موعود کی کتب حضور کے نبی ہونے پر اب بھی گواہ ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو آخری خط احمدیہ بلڈنگس سے ایڈیٹر اخبار عام لاہور کے نام نبوت کے متعلق لکھا۔ جو حضور کی وفات کے دن اخبار عام میں شائع ہوا۔ اس میں حضور نے کھول کر فرما دیا ہے۔ کہ

"جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں۔ وہ صرف اس قدر ہے۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں۔ اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے۔ اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے۔ اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے۔ کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو۔ دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔ اور انہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے ماتحت نبی ہوں۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں۔ تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔ مگر میں ان معنوں میں نبی نہیں ہوں۔ کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں۔ یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں۔ کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں۔ کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں کہلا سکتا۔ سو خدا نے اپنے کلام کے ذریعہ سے بکثرت مجھے علمِ غیب عطا کیا ہے۔ اور ہزارہا نشان میرے ہاتھوں پر ظاہر کئے ہیں۔ اور کر رہا ہے۔ میں خود ستائی سے نہیں۔ مگر خدا کے فضل اور اس کے وعدہ کی بناء پر کہتا ہوں۔ کہ اگر تمام دنیا ایک طرف ہو۔ اور ایک طرف میں کھڑا کیا جاؤں۔ اور کوئی ایسا امر پیش کیا جائے۔ جس سے خدا کے بندے آزمائے جاتے ہیں۔ تو مجھے اس مقابلہ میں خدا غلبہ دیگا۔ اور ہر ایک پہلو کے مقابلہ میں خدا میرے ساتھ ہوگا۔ اور وہ ہر ایک میدان میں مجھے فتح دیگا۔ بس اسی بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ کہ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ اللہ اور کثرت اطلاع بر علوم غائب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے۔ ...... خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا۔ اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے۔ تا کہ ان میں (دیگر لوگوں میں ناقل) اور مجھ میں فرق ظاہر ہو جائے۔ ان معنوں سے میں نبی بھی ہوں۔ اور امتی بھی تا کہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو۔ کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا۔ اور نبی بھی ہوگا۔" (خط بنام ایڈیٹر صاحب اخبار عام مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) کاش غیر مبایعین اب بھی دیکھیں۔ کہ جن راہوں کو انہوں نے اختیار کیا ہے۔ وہ نہ صرف راستی سے دور ہیں۔ بلکہ ان کی راہ کامیابی میں سنگلاخ چٹانیں بن رہی ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ مسٹر ایچ۔ اے کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو۔ اور ہمارے یہ بھولے ہوئے دوست پھر سے خدا اور رسول کے سچے رستے کو پالیں۔ تا کہ انجام بخیر ہو۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ (خاکسار انوار احمد سامانوی)

مولوی محمد علی صاحب کی غلط بیانیاں

(۳)

قبل اس کے کہ میں اصل مضمون کو شروع کروں۔ ناظرین کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ میرے اس سلسلے میں حوالجات کی ترتیب نہیں ہوگی۔ کوئی حوالہ بعد کا پہلے اور پہلے کا بعد میں لکھا جائے گا۔ میرے مدنظر ترتیب نہیں ہے۔ میرا کام صرف اس قدر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کے تمام ایسے حوالجات جن میں مولوی صاحب نے دیدہ و دانستہ غلط بیانی کی ہے اور پبلک کو دھوکہ دیا ہے۔ وہ ناظرین کے سامنے رکھتا چلا جاؤں۔

آج کی صحبت میں میں ایک ایسا حوالہ پیش کرتا ہوں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے خدا تعالیٰ پر بھی افتراء کرنے سے پرہیز نہیں کیا۔ اور دل سے ایک غلط عبارت بنا کر اس کا نام مسیح موعود علیہ السلام کا الہام رکھا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

"پہلے تینوں لڑکوں کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو الہام ہوا تھا۔ کہ تین کو چار کرنے والا ابھی پیدا ہونا باقی ہے۔ پس یہ الہامی تعیین ہے۔"

(مولوی صاحب کی کتاب المصلح الموعود صفحہ ۱۵)

اس عبارت کو مولوی صاحب نے اپنے رسالہ میں جلی کر کے لکھا ہے۔ لہذا میں نے بھی جلی کر دیا ہے۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ یہ الہام جو مولوی صاحب نے تحریر کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس کتاب یا اخبار میں درج کیا ہے۔ اور کب یہ الہام ہوا۔ مولوی صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مصلح موعود کی پیشگوئی جماعت کے لئے ایک نور ہے۔ اور یہ نور مولوی صاحب اپنے مُنہ کی پھونکوں سے ہرگز ہرگز بجھا نہیں سکیں گے۔ ناظرین فاروق اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ ایسا کوئی الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نہیں ہے۔ یہ مولوی صاحب کا خالص افتراء ہے۔ حضرت صاحب پر اور خالص افتراء ہے اللہ تعالیٰ پر۔ اگر مولوی محمد علی صاحب اس کو الہام ثابت کر دیں۔ تو میں انشاء اللہ فوراً ان کو دس روپے بطور انعام کے پیش کر دوں گا۔ دیدہ باید

پھر اس کے آگے مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"اب اس الہامی تعیین کے بعد ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ مبارک احمد پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے پیدا ہونے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام تریاق القلوب میں نہایت صاف الفاظ میں یہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "یہ پیشگوئی تین کو چار کرنے والی کی جو پہلے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اشتہار میں شائع ہوئی۔ اور بعد میں تین لڑکوں یعنی محمود۔ بشیر اور شریف کے پیدا ہو جانے کے بعد انجام آتھم اور ضمیمہ میں خدا نے پھر اطلاع دی۔ کہ وہ تین کو چار کرنے والا یعنی مصلح موعود اب آئے گا۔" (المصلح الموعود ص۱۶) اس عبارت پر مندرجہ ذیل سوالات وارد ہوتے ہیں۔ غور سے سنو!

(۱) الہام مولوی صاحب نے خود بنایا۔ اور پھر کہا "اس الہامی تعیین" گویا آپ ہی ایک الہام بنا کر پھر "الہامی تعیین" بنائی ہے۔

(۲) ایک عبارت تریاق القلوب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور اس پر کاما (ددو) دیتے ہیں۔ مگر یہ عبارت تریاق القلوب میں ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ اگر مولوی صاحب صداقت سے کچھ تعلق رکھتے ہیں۔ تو ان پر لازم ہے کہ یہ عبارت تریاق القلوب میں دکھلائیں۔ ورنہ خدا سے شرمائیں۔ کہ محشر کے روز خدا کو کیا جواب دیں گے۔

(۳) تیسرا سوال یہ ہے۔ کہ اس میں مولوی صاحب ایک فقرہ یہ لکھتے ہیں۔ "خدا نے پھر اطلاع دی۔ کہ وہ تین کو چار کرنے والا یعنی مصلح موعود اب آئے گا" اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا مولوی صاحب کے نزدیک یہ بھی ایک الہام ہے۔ حالانکہ نہ تو یہ عبارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے۔ اور نہ ہی یہ کوئی الہام ہے۔ کہ "مصلح موعود اب آئیگا" مولوی صاحب کی یہ تو عادت تھی۔ کہ بندوں پر غلط بیانی کریں۔ مگر اب خدا پر بھی غلط بیانی کو جائز سمجھتے ہیں۔ یاد رہے۔ کہ مولوی صاحب یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ میں نے تریاق القلوب کا مفہوم لیا ہے کیونکہ اس عبارت پر کاموں (ددو) کے نشان ہیں۔ جو اس بات کی دلیل ہے۔ کہ گویا مولوی صاحب تریاق القلوب کی اصل عبارت نقل کر رہے ہیں۔ پس یہ ایک صاف دھوکہ دہی ہے۔

اس کے آگے مولوی صاحب ایک تیسرا مصنوعی الہام تیار کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں کہ:۔ "اس تحریر سے ذیل کی باتیں قطعی طور سے ثابت ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ الہام الٰہی سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کا مصداق یا مصلح موعود نہ میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ نہ میاں بشیر احمد صاحب نہ میاں شریف احمد صاحب۔ کیونکہ ان تینوں کی پیدائش کے بعد حضرت مسیح موعود کو یہ الہام ہوتا ہے۔ کہ تین کو چار کرنے والا لڑکا ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا مصداق ابھی نہیں آیا۔ اور اس کے آئندہ پیدا ہونے کا الہام ہوتا ہے۔" (المصلح الموعود ص۱۷)

عبارت کے جس حصے پر میں نے لکیریں ڈالی ہیں۔ مولوی صاحب کے رسالہ میں عبارت کے اس حصہ پر بھی اسی طرح لکیریں ہیں۔ تاکہ نقل مطابق اصل ہو۔ اس لئے میں نے لکیریں ڈال دی ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ ان لکیروں کا کیا فائدہ اور کیا مطلب ہے۔ یہ سوال مولوی صاحب پر ہی ہو سکتا ہے۔ میرے خیال میں تو شاید مولوی صاحب کا یہ منشا رہو۔ کہ لوگوں کی توجہ زیادہ اس عبارت پر ہو۔ اس لئے یہ لکیریں ڈالی ہوں۔ مگر یہ بات بھی فضول ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب کا تو سارا رسالہ ہی قابل توجہ ہے خیر جو کچھ بھی ہے۔ یہی ہے۔ بہرحال اس عبارت پر بھی مندرجہ ذیل سوالات وارد ہوتے ہیں۔

(۱) اول یہ کہ اپنے مصنوعی الہام کو پھر "الہام الٰہی" بتلایا ہے۔

(۲) دوئم یہ کہ جبکہ مصلح موعود نہ میاں محمود احمدؓ ہے اور نہ میاں بشیر احمدؓ ہے۔ اور نہ ہی میاں شریف احمدؓ ہے۔ اور نہ ہی میاں مبارک احمدؓ بن سکا۔ تو پھر کیا اس کا ریزلٹ یہ نہیں نکلتا۔ کہ نعوذ باللہ نعوذ باللہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی (خدا پناہ دے ایسے ناپاک گندے عقیدے سے)

(۳) سوم یہ کہ اس عبارت میں بھی ایک تیسرا مصنوعی الہام پیش کر دیا ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ "کیونکہ ان تینوں کی پیدائش کے بعد حضرت مسیح موعود کو یہ الہام ہوتا ہے۔ کہ تین کو چار کرنے والا لڑکا ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا مصداق ابھی نہیں آیا۔" پیارے ناظرین! یہ کوئی الہام نہیں ہے۔ یہ بھی محض افتراء اور غلط بیانی ہے۔

پس یہ تینوں مصنوعی الہامات جو مولوی محمدؐ علی صاحب نے اپنے رسالہ میں حضرت صاحب کی طرف اور خدا کی طرف منسوب کئے ہیں۔ یہ ہرگز ہرگز الہام نہیں ہیں۔ اگر خدا نخواستہ ایسے الہامات ہوتے۔ تو اس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا تھا۔ کہ خدا بھی نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود سے تمسخر کرتا ہے کبھی تو یہ کہتا ہے۔ کہ مصلح موعود تیرا لڑکا ہوگا۔ تیرا بیٹا ہوگا۔ تیرے تخم سے ہوگا۔ تیری ذریت ہوگا۔ تیری نسل ہوگا۔ وہ بشیر ثانی ہوگا۔ وہ بشیر اول کے بعد بلا توقف پیدا ہوگا۔ وہ تیرا دوسرا خلیفہ ہوگا۔ وہ نو سال کے اندر اندر پیدا ہوگا۔ وہ تیری دہلی والی بیوی سے جو سادات سے ہے۔ پیدا ہوگا۔ اس کا نام محمود ہوگا۔ اس کا نام فضل عمر ہوگا۔ (یعنی جس طرح حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی تھے اسی طرح وہ تیرا خلیفہ ثانی ہوگا) وہ تیری زندگی میں ہی پیدا ہوگا۔ اور کبھی یہ کہتا ہے۔ کہ ان موجودہ لڑکوں میں سے کوئی نہیں ہے۔ وہ آئندہ پیدا ہوگا۔ وہ چار سو سال کے بعد پیدا ہوگا۔ نعوذ باللہ نعوذ باللہ ایسے خدا کو کون عقلمند مانے گا۔ جو اپنے رسول کو متضاد الہامات بھی کرتا ہے۔ یا یوں کہو۔ کہ اپنے رسول اور نبی سے تمسخر کرتا ہے۔ ایسا تمسخر کرنے والا خدا مولوی محمدؐ علی صاحب کو ہی مبارک ہو۔ ایک متقی مومن تو ایسے خدا کو نہیں مان سکتا۔ مولوی صاحب! خدا کی پاک ذات ایسے متضاد اور متخالف الہامات ہرگز نہیں کرتی۔ یہ محض آپ کا ہی افترا ہے۔

پھر اس کے آگے صفحہ ۲۲ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"دوئم یہ کہ اس مصلح موعود کی لازماً یہ صفت ہے۔ کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہو۔ اور چونکہ تین کو چار کرنے والے کے آنے کا الہام حضرت صاحب کو محمود۔ بشیر اور شریف تینوں کی پیدائش کے بعد ہوا۔ اس لئے یہ الہام قطعی طور پر ثابت کرتا ہے۔ کہ وہ موعود ان تینوں میں سے کوئی نہیں ہے۔ اور اگر ہو سکتا تھا۔ تو مبارک احمدؓ ہو سکتا تھا۔" (المصلح الموعود ص۲۲-۲۳)

مولوی صاحب کی اس عبارت پر مندرجہ ذیل سوالات وارد ہوتے ہیں:۔

(۱) **پہلا سوال** تو یہ ہے۔ کہ محض افتراء ہے۔ غلط بیانی ہے۔ کہ یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "تینوں کی پیدائش کے بعد ہوا۔" جبکہ مولوی صاحب کو خود معلوم ہے۔ اور تمام احمدی جماعت کو بھی معلوم ہے۔ کہ یہ الہام حضور کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ہوا تھا۔ اور اس وقت ابھی ایک لڑکا بھی ان میں سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ تو پھر مولوی صاحب کس منہ سے کہہ رہے ہیں۔ کہ یہ الہام "تینوں کی پیدائش کے بعد ہوا" کیا یہ محض افتراء نہیں ہے۔ کیا یہ غلط بیانی نہیں ہے۔ کیا اس عبارت میں ناظرین کو دھوکہ نہیں دیا گیا۔

(۲) **دوسرا سوال** یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب کی اس عبارت کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ یہ پیشگوئی ہی نعوذ باللہ جھوٹ نکلی۔ کیونکہ ان تینوں کے بعد مبارک احمدؓ پیدا ہوا۔ اور وہ مر گیا۔ اور بعد میں کوئی لڑکا پیدا ہی نہ ہوا۔ لہٰذا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پیشگوئی ہی جھوٹی نکلی۔ باقی رہی یہ بات کہ مصلح موعود چار سو سال کے بعد پیدا ہوگا۔ ہوتا پھرے۔ اس سے ہمیں غرض ہی کیا ہے۔ ہم تو یہ دیکھتے ہیں۔ کہ ایک طرف تو خدا یہ کہتا ہے۔ کہ وہ "تیرے ہی تخم سے ہوگا" اور مولوی صاحب کہتے ہیں۔ کہ وہ چار سو سال کے بعد ہوگا۔ پس اس سے اتنا تو ثابت ہو گیا۔ کہ نعوذ باللہ خدا نے تمسخر کیا۔ پس یہی وہ بات ہے۔ جس کی طرف حضرت صاحب نے بھی اشارہ کیا تھا۔ کہ:۔

"وہ اس خیال کی شامت سے اسلام کی اونچی چوٹی سے ایسا نیچے کو گریگا۔ کہ صرف کفر اور ارتداد تک ہی نہیں پہنچیگا بلکہ نیچے کو لڑھکتا لڑھکتا دہریت کے نہایت عمیق گڑھے میں اپنے بدبخت وجود کو ڈال دیگا۔" حضور مسیح موعود علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے کہ پیشگوئیوں میں ایک پہلو ابتلاء (آزمائش) کا بھی ہوتا ہے۔ جس سے لوگوں کی آزمائش ہوتی ہے۔ اور مومن متقی کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور فاسق جلد باز۔ نافرمان فیل ہو جاتے ہیں۔ (باقی)

(خاکسار نظام الدین)

خلافت جوبلی فنڈ اور جماعت احمدیہ چک ۳۵ جنوبی سرگودھا

جماعت احمدیہ چک ۳۵ جنوبی سرگودھا ایک زمیندار جماعت ہے۔ اس سے قبل یہ جماعت مبلغ -/-/۱۲۸ روپیہ خلافت جوبلی فنڈ میں ادا کر چکی ہے۔ اور سابقہ وعدہ میں سے -/-/۲۱ روپیہ اس جماعت کے ذمہ باقی ہیں۔ اب چودھری فیض احمد صاحب انسپکٹر بیت المال تحریر کرتے ہیں۔ کہ بوقت دورہ خلافت جوبلی کی اہمیت سے جب دوستوں کو آگاہ کیا گیا۔ تو انہوں نے -/-/۵۹ روپیہ کا مزید وعدہ کیا۔ جس میں سے -/-/۲۰ روپیہ چودھری ہدایت اللہ صاحب نمبردار نے ادا بھی کر دیئے ہیں۔ چودھری صاحب موصوف اس سے قبل بھی -/-/۱۱۷ روپیہ ادا کر چکے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

دوسری جماعتوں کے عہدہ داران خصوصاً زمیندارہ جماعتوں کے عہدہ داران کو چاہیئے۔ کہ وہ احباب جماعت پر اس تحریک کی اہمیت واضح کریں۔ اگر اس چندہ کی اہمیت پوری طرح ذہن نشین کرا دی جائے۔ تو کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ کوئی احمدی بھی اس چندہ میں پورے اخلاص سے حصہ نہ لے۔ اگر کسی دوست نے کسی وجہ سے پہلے اسی چندہ میں حصہ نہ لیا ہو۔ یا کم لیا ہو۔ تو عہدیداران مقامی جماعتہائے ان کو اس تحریک میں شامل کر کے عند اللہ ماجور ہوں

(ناظر بیت المال)

عہدہ داران مقامی کی توجہ کے لئے

نقایا دار عہدہ داران کی رپورٹ کرنے کے لئے فارم ۱۶ ۱۹۵۵ کو جماعتوں میں ارسال کر کے درخواست کی گئی تھی۔ کہ وہ ان کو تکمیل کر کے زیادہ سے زیادہ ۱۵/۶/۵۵ تک دفتر ہذا میں بھجوا دیں۔ چونکہ اب تک بہت کم فارم موصول ہوئے ہیں۔ اس لئے بطور یاد دہانی پھر عہدہ داران مقامی کو توجہ دلائی جاتی ہے [illegible] فارم مذکورہ ۱۰/۶ تک ضرور [illegible] بھجوا دیں۔ [illegible] ہے۔ (ناظر بیت المال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابنِ آدم موت کے گھاٹ پر

کاش! انسان اپنے پیدا کرنیوالے خدا کی طرف متوجہ ہو

آج ابنِ آدم کے لئے دنیا مصائب و آلام کا گھر بنی ہوئی ہے۔ انسان ان تمام روح فرسا حالات اور زلزلہ پا دینے والے واقعات کو اپنی آنکھ سے مشاہدہ کر رہا ہے۔ جن کی اطلاع قبل از وقت خدائے علیم و خبیر نے اپنی مقدس وحی کے ذریعے حضرت مسیح قدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی تھی

آپ دیکھ رہے ہیں

کہ موت کا فرشتہ اپنے ہاتھ میں سیاہ علم لئے ہر چہار اطراف میں چکر لگا رہا ہے۔ حکومتیں آپس میں گتھم گتھا نظر آتی ہیں۔ وہ جو ایک پیٹ سے عالم وجود میں آئے تھے۔ جن کی فطرت میں حق تعالیٰ نے جذبۂ محبت رکھا تھا۔ آج مادیت کے زیر اثر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے نظر آتے ہیں۔ جدھر نگاہ اٹھاؤ۔ امن و راحت کی بجائے

ظلم و ستم کے ہی بادل

امڈ آئے ہیں۔ العجب! ثم العجب!! انسان کیوں دینوی اغراض و مقاصد کے پیش نظر جادہ مستقیم سے بھٹک کر ظلم کے لباس میں ملبوس ہونا باعثِ فخر خیال کر رہا ہے؟ کیا اسے ہزاروں اور لاکھوں معصوم اور بے گناہ بچوں کو دریائے خون میں تڑپتے دیکھ کر رحم نہیں آتا؟ اور پھر کیا ان لکھوکھہا ستم رسیدہ عورتوں کا جن کے خاوند جنگی میدانوں میں ان دنوں بے دریغ جانیں دے چکے ہیں۔ خیال نہیں؟

کاش!

یہ اپنے پیدا کرنے والے مالک اور خالق کے احکامات سے سر مو منحرف نہ ہوتا۔ تا اسے یہ مصیبت کے دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے۔ کاش یہ شہزادۂ امن محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام مسیح موعودؑ کے لائے ہوئے پیغام کو نہ ٹھکراتا۔ تا اسے خون کے ساتھ کھیلنا نہ پڑتا۔

اس وقت جبکہ دنیا والے اپنی خواہشات کے ہی پجاری بن چکے تھے۔ اور انہوں نے مادیت کو ہی اپنا شعار بنا رکھا تھا۔ اور اپنے خدا سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ آسمان سے آنیوالے مسیح موعودؑ نے انہیں جھنجھوڑا اور کہا۔ کہ اے غافلو! بیدار ہو جاؤ۔ اور اے سونے والو! اٹھ بیٹھو۔ وقت آ گیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ تمہاری بداعمالی اور بد اعتقادگی کی وجہ سے تم پر اپنی قہری تجلیات نازل فرمائے۔ سو تم کو اس کے آستانہ کی طرف تا تم آنے والے عذابوں اور خطرناک وباؤں سے رہائی پا سکو۔

انسان نے

خدائی باتوں پر تمسخر اڑایا۔ اور کہا بھلا یہ باتیں بھی وقوع میں آ سکتی ہیں۔ یہ نعوذ باللہ اس کے دلی خیالات ہیں۔ جن کا یہ اظہار کر رہا ہے۔ دن پر دن اور ہفتوں پر ہفتے گذرتے گئے۔ خدا تعالیٰ انسانی منہ ہی کی طرف دیکھتا رہا۔ کہ کب انسان اپنی پیدائش کی غرض اور مقصد کو سمجھتا ہے۔

لیکن افسوس انسان نے دی ہوئی مہلت سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ جس کے باعث اسے یہ مصیبت کی گھڑیاں اور المناک دن دیکھنے نصیب ہوئے۔

آپ آج کل ریڈیو پر سے مختلف ممالک کی جنگی خبریں سُن رہے ہیں۔ کہ فلاں ملک میں آج اتنے آدمی تباہ ہو گئے۔ اور فلاں میں اتنے۔ مگر تمہیں یاد ہے۔ کہ ان تمام وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی کس نے خبر دی تھی؟ اسی ہی نے۔ جس کی باتوں کو دلی خیالات قرار دیا گیا۔ مگر قدرت نے وقت پر آ کر ثابت کر دیا۔ کہ ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

میں ہر اس انسان سے جو صحیح الدماغ اور صداقت کا قدردان ہے۔ پوچھتا ہوں۔ للہ بتائیے۔ کیا یہ تمام باتیں خدا کے مسیح نے آج سے کئی سال قبل نہیں بتا دی تھیں۔ جو آج آپ اخبارات میں پڑھتے اور ریڈیو پر سنتے ہیں۔ کیا اس نے بآواز بلند یہ نہ کہا تھا کہ ؏

آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے

اور پھر کیا آپ نے اس کے دل ہلا دینے والے یہ الفاظ نہ سُنے تھے۔ ؏

آسماں حملے کریگا کھینچ کر اپنی کٹار

اے انسان

تُو نے ان پیشگوئیوں پر مشتمل الفاظ کو سُنا تو تھا۔ مگر افسوس تو بھول گیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ وہ وقت بھی لے آیا۔ جس میں یہ سب باتیں پوری ہونی تھیں۔ تو روزمرہ پڑھتا اور سنتا ہے۔ کہ آج فلاں ملک نے اپنے مدمقابل دشمن کو آسمان سے بم گرا کر ہلاک کر دیا۔ مگر تجھے یہ یاد نہیں پڑتا۔ کہ وہ کون تھا؟ جس نے خدا تعالےٰ سے الہام پا کر کہا تھا۔ کہ ان دنوں انسانی "زندگیوں کا خاتمہ" ہوگا۔ اور پھر فرمایا تھا۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔" (الوصیت)

اے حضرتِ انسان!

خدا تعالےٰ نعوذ باللہ ظالم اور بے رحم نہیں۔ کہ اس نے بے وجہ انسان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بلکہ اس نے تو اپنی کتاب مقدس قرآن مجید میں یہ ارشاد فرما دیا ہوا ہے۔ کہ وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولًا۔ اور پھر چونکہ وہ اپنے پیاروں کے لئے غیرت دکھاتا ہے۔ اس نے دیکھا۔ کہ دنیا بجائے مسیح موعودؑ کی آواز پر لبیک کہنے کے اسے نہ صرف ٹھکرا رہی ہے۔ بلکہ اس نے برگزیدہ مسیح موعودؑ پر وہ وہ ستم ڈھائے ہیں۔ کہ چُپ ہی بھلی۔ اس لئے اس نے وحی مقدس کے ذریعے اپنے مسیحؑ کو مخاطب ہو کر کہا۔ کہ اے میرے پیارے چونکہ انسان نے تیری وہ قدر نہیں کی۔ جو چاہیئے تھی۔ لہٰذا ہم تیری خاطر اپنی قہری تجلیات کا ہاتھ دکھاتے ہیں۔ تو بے دھڑک ہو کر ببانگ دہل کہہ۔

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا تُو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں۔ اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اسکی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے۔ اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سُنے۔ کہ وہ وقت دُور نہیں۔ میں نے کوشش کی۔ کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا۔ کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔

میں سچ سچ کہتا ہوں

کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائیگا۔ اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو۔ تا تم پر رحم کیا جائے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶)

اے کاش!

انسان اب بھی ان مندرجہ بالا پیشگوئیوں پر مشتمل الفاظ پر کان دھرے۔ تا اس کے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف اور اپنی عاقبت کا خیال پیدا ہو۔ اور وہ اپنی زندگی کے مقصد کو پانے کی سعی میں لگ جائے۔

کاش!

یہ مادیت سے منہ موڑ کر اپنے حقیقی اور واقعی معبود کی طرف رخ کرے۔ تا اسے یہ مصیبت کے دن دیکھنے نصیب نہ ہوں۔

برادرانِ وطن!

وقت آ رہا ہے۔ کہ انسان اپنے کئے پر پچھتائے گا۔ اور چیخیں مار مار کہے گا۔ کہ اے کاش میں ان دکھوں اور مصیبتوں کی گھڑیوں سے قبل ہی اس جہان سے کوچ کر جاتا۔ اور

یہ ایک سچّی بات ہے

کہ جب تک دنیا شہزادۂ امن شاہِ مکی و مدنی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لائی ہوئی مقدس تعلیم پر عمل پیرا نہ ہوگی۔ اس وقت تک اسے یہ دن دیکھنے ہی پڑیں گے۔ اہلِ جرمن۔ فرانس اور برطانیہ اور دیگر ممالک کی بہتری اسی میں ہے۔ کہ وہ راستی کے جھنڈے تلے پناہ گزیں ہوں۔ اور ساحلِ امن پر آنے کے لئے محمدی کشتی پر سوار ہو جائیں۔

اے مختلف ممالک کے باشندو!

"راستباز بنو اور تقویٰ اختیار کرو۔ تا بچ جاؤ۔ آج خدا سے ڈرو۔ تا اس کے ڈر سے امن میں رہو۔ ضرور ہے۔ کہ آسمان کچھ دکھاوے۔ اور زمین کچھ ظاہر کرے۔ لیکن خدا سے ڈرنے والے بچائے جائیں گے۔"

اے فرزندانِ آدم!

خون کی ہولی نہ کھیلو۔ کہ یہ اچھی بات نہیں۔ کیونکہ تم ایک ہی باپ آدم کے فرزند ہو۔ اور ایک ہی خالق کی پیدا شدہ مخلوق۔ مگر نہ معلوم تم ایک دوسرے کو کیوں کچلنے کی تیاریوں میں دن رات مصروف ہو۔

بھائیو! دیکھو خدائے رحمٰن نے تم پر کس قدر اپنے احسانات کی بارشیں کی ہیں۔ مگر تم ابھی تک اس سے غافل ہو۔ کیا ماضی کے واقعات تمہارے لئے موجب عبرت نہیں؟ فرعون اور دیگر سرکش لوگوں کی تباہ و بربادی سے ہی سبق سیکھو۔ اور خدا تعالیٰ کی ہستی کے منکر نہ بنو۔ کہ اس سے تم اپنی زندگی پر موت وارد کر رہے ہو۔ ستم رسیدوں پر خوش نہ ہو۔ بلکہ ان کے لئے دردِ دل سے دعائیں کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں آفات اور جنگی ہتھیاروں سے محفوظ رکھے۔ تمہاری طرح ان کے بھی دل ہیں۔ جب تم اپنے پر کوئی مصیبت کی گھڑی آتی دیکھتے ہو۔ تو تمہیں جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ مگر تمہیں مظلوموں کی مظلومیت کا کیوں احساس نہیں؟ اور کیوں ان کے عزیز و اقربا کی ہلاکت سے خوشیاں منا رہے ہو۔ رونے کا مقام ہے نہ کہ خوش ہونے کا۔

انسانی وجود کی قیمت

کچھ کم نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اسے اشرف المخلوقات قرار دیا ہے۔ مگر یہ اپنی بدبختی اور کور چشمی کے سبب قدرتِ خداوندی کے عجائب در عجائب کاموں سے انکاری ہے۔ تبھی تو اسے یہ مصیبتوں کے دن دیکھنے نصیب ہوئے۔

اے ہمارے پیارے خدا!

ہماری تیرے حضور یہی دعا ہے۔ کہ تو اپنے بندوں پر رحم فرما کہ آخر یہ تیرے ہی در کے غلام ہیں۔ بیشک اس وقت تو انسان تجھ سے روگردان ہے۔ مگر وہ وقت دور نہیں۔ جبکہ اس کا دل تیری طرف رجوع کرے گا۔ پس تو اس پر رحم فرما۔ رحم فرما۔ رحم فرما۔ اور اس یہ دل میں ڈال دے۔ کہ انسانی خون بیش قیمت ہے آمین یا رب العالمین

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

(خواجہ خورشید احمد مجاہد سیالکوٹی)

تحریک جدید سال ششم کے وعدے پورا کرنیوالوں کے نام دعا کیلئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور پیش کئے گئے

بفضل خدا اول وہ احباب جو تحریک جدید سال ششم کا چندہ ۳۱ر مئی ۱۹۴۰ء تک سو فی صدی پورا کر چکے دوسرے وہ جو یکم جون سے ۸ر جون تک اپنا وعدہ سالم ادا کر چکے۔ تیسرے وہ جنہوں نے ۸ر جون تک قسط وار ادا کر کے اپنا وعدہ پچاس فی صدی یا اس سے اوپر کر لیا۔ اور چوتھے وہ سکرٹری جنہوں نے اپنی جماعت کا چندہ بحیثیت وعدے کا نصف یا اس سے اوپر ادا کر دیا۔ ان سب کے نام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور ۸ر جون کو دعا کے لئے پیش کئے گئے۔ اور حضور کی خدمت بابرکت میں ان کے لئے دعا کی درخواست کی گئی۔ تحریک جدید ان سب کو جزاکم اللہ احسن الجزاء کہتی۔ اور ان کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اور ان کو نعم البدل عطا فرمائے۔

احباب کرام کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اب سال ششم کا ساتواں مہینہ شروع۔ جنہوں نے ماہ جون یا اس سے آئندہ کسی ماہ میں ادا کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ ابھی سے کوشش کریں۔ کہ ان کا وعدہ ماہ جون یا جولائی میں سو فی صدی پورا ہو جائے۔ والسلام۔

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید قادیان۔

تحریک جدید

سادہ زندگی اور ایک سالن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک جدید کی سکیم کے جملہ مطالبات جو اگرچہ نہایت معمولی نظر آتے ہیں۔ اور ممکن ہے۔ ایک عام انسان کی نظر اسے زیادہ وقعت نہ دے۔ لیکن ایک روحانی آدمی کی نظر ان مطالبات میں اپنی تمام بھلائیوں کو موجود پاتی ہے۔ اور اسکی تائید حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد سے بھی ہوتی ہے۔ کہ جس کے سننے کے بعد کسی ایسے شخص کو جس کے دل میں ایمان کا کوئی ذرہ ہے۔ ان مطالبات کی اہمیت میں ذرا بھی شبہ باقی نہیں رہتا۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"گو اس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہوگا۔ مگر جو شخص شامل ہونے کی اہلیت رکھنے کے باوجود اس خیال کے ماتحت شامل نہیں ہوگا۔ کہ خلیفہ نے شمولیت کو اختیاری قرار دیا ہے۔ وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہان میں پکڑا جائیگا۔ ...... میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ذرہ بھی رکھتا ہے۔ میری اس تحریک پر آگے آئیگا۔ اور وہ شخص جو خدا تعالےٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرے گا۔ اس کا ایمان کھویا جائے گا۔"

ایک سالن

بعض بظاہر معمولی نظر آنے والے مطالبات میں سے ایک مطالبہ یہ ہے۔ کہ "ہر احمدی جو اس جنگ میں ہمارے ساتھ شامل ہونا چاہے۔ یہ اقرار کرے۔ کہ وہ آج سے صرف ایک سالن استعمال کرے گا۔" حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے یہ مطالبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک سابقہ ارشاد اور عمل کی بناء پر کیا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

"آپ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اپنا طریق بھی یہ تھا۔ اور ہدایت بھی آپ نے یہ کر رکھی تھی۔ کہ ایک سے زیادہ سالن استعمال نہ کئے جائیں۔ اور اس پر اتنا زور دیتے تھے۔ کہ بعض صحابہ نے اس میں غلو کر لیا۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے سامنے سرکہ اور نمک رکھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ دو کھانے کیوں رکھے گئے ہیں۔ جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کھانے کا حکم دیا ہے۔"

نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس معمولی سی نظر آنے والی تحریک کو جنگ سے تعبیر کیا ہے۔ جیسا کہ حضور کے مندرجہ بالا ارشاد میں ہے۔ کہ "ہر احمدی جو اس جنگ میں ہمارے ساتھ شامل ہونا چاہے۔" پس اس لحاظ سے ان مطالبات کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

مستثنیات

اگرچہ حضور نے اس مطالبہ میں کئی استثنیٰ بھی رکھے ہیں۔ لیکن ترقی کرنے والی قومیں اصل مقصود اور پابندی کی تعمیل کے لئے کوشش کرتی ہیں۔ وہ رعایتوں سے فائدہ اٹھانے کے درپے نہیں ہوتیں۔ کیونکہ جو ترقی کر رہا ہو۔ اسکی مثال ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسے کوئی پہاڑ کی اونچی چوٹی کی طرف جا رہا ہو۔ اسکی نظر آگے کی طرف ہوتی ہے۔ اور بلندی کی طرف ہوتی ہے۔ ہاں جو نیچے اتر رہا ہو۔ اسکی نظر نیچے ہوتی ہے۔ اس لئے اپنے خیالات کو بلند کریں۔ اور رعایتوں سے فائدہ اٹھانے کے خیال کو ترک کر دیں۔ رعایتوں سے غرض یہی ہوتی ہے۔ کہ کمزور طبع لوگ عدم تعمیل کی وجہ سے گناہ سے بچ جائیں۔ نہ کہ یہ کوئی ترقی کا مقام ہے۔

فوائد

حضور فرماتے ہیں:۔ "کم خوری کم گوئی اور کم سونا یہ روحانی ترقیات کے لئے اولیاء الٰہی ضرور بتاتے ہیں۔"

نگرانی

پھر فرمایا کہ:۔ "میں امید کرتا ہوں۔ کہ آئندہ ہمارے دوست ایک دوسرے پر نگاہ رکھیں گے۔ اور ان کے اعمال کو تاڑیں گے۔ مگر شکایت کی غرض سے نہیں۔ ... بلکہ اس نیت سے کہ دوسرے کی اصلاح ہو۔ اور پھر اس شخص کے علاوہ کسی اور کے پاس ذکر نہ کیا جاوے۔"

تاکید عمل

ہمیں سپاہیانہ طور پر زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ اور اپنی تمام زندگی کو مختلف قسم کی قیود کے ماتحت لانا چاہیئے۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ سادہ زندگی کی طرف متوجہ ہوں۔ اور بجائے اس کے کہ وہ ان قیود کو کم کرنے کی کوشش کریں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ زیادہ تعہد کے ساتھ ان مطالبات پر عمل کریں۔ بلکہ جن لوگوں نے گذشتہ سالوں میں ان مطالبات پر عمل کرنے میں کوتاہی کی ہے۔ انہیں بھی اس طرف لانے کی کوشش کریں۔ تا اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی برکتیں نازل ہوں۔ اور اسلام اور احمدیت کی ترقی کے راستے میں جو مشکلات حائل ہیں۔ وہ دور ہو جائیں۔ اور خدا اور اس کے رسول کا جلال دنیا میں ظاہر ہو۔

(انچارج تحریک جدید)

آنکھوں کی حفاظت کیجئے!

ریل گاڑیوں۔ موٹروں۔ بسوں کی وجہ سے پیدا شدہ گرد وغبار انسان کی صحت علی الخصوص آنکھوں کے لئے سخت مضر ہے۔ لیکن اب تو معاملہ اس سے بھی آگے بڑھ چکا ہے۔ سخت گرمی کا موسم آپہنچا ہے۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ آندھیاں زوروں پر ہیں۔ ایسے حالات میں ضروری ہے۔ کہ آنکھوں کی ہر ممکن حفاظت کی جائے۔ ہم نے اس غرض کے لئے مختلف قسم کے سرمے تیار کئے ہیں۔ یہ سرمے آنکھوں کے بہترین محافظ ہیں۔ آپ کی سہولت کے لئے ہم نے نمونہ جات کو بہت ارزاں کر دیا ہے۔ تا پہلے نمونہ منگوا کر اسے استعمال کیا جائے۔ اور بعد ازاں اس کے مفید ثابت ہونے پر زیادہ مقداریں منگوایا جائے۔ سرمے یہ ہیں:۔

سرمہ جواہرات: بینائی کو تیز کرتا ہے۔ اس میں زمرد یاقوت نیلم۔ سچے موتی۔ عقیق فیروزہ صدف مروارید اور لاجورد شامل ہیں۔ قیمت پانچ روپیہ فی تولہ۔ نمونہ ۴ر کے ٹکٹ ارسال کر کے منگوائیں۔ **سرمہ اکسیر واحد:** ککرے۔ جالا۔ پانی آنا ڈھلکا وغیرہ امراض چشم کے لئے مفید ہے۔ قیمت تین روپیہ فی تولہ نمونہ تین آنے کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا۔ **سرمہ سفید:** ککروں اور دھند کے لئے مفید ہے۔ قیمت ۸ر فی تولہ نمونہ ۲ر کے ٹکٹ آنے پر ارسال کیا جائیگا۔ **ٹھنڈا سرمہ:**۔ خارش چشم کو دور کرتا ہے۔ اور بصارت کو تقویت دیتا ہے۔ قیمت ۸ر فی تولہ۔

سرمہ مرواریدی:۔ بینائی کو تیز کرتا ہے۔ اور جملہ امراض چشم کے لئے بیحد مفید ہے۔ اس کے بڑے اجزاء مروارید اور ممیرا ہیں۔ قیمت عہ؍ فی تولہ۔ نمونہ کے لئے ۲ر کے ٹکٹ ارسال فرمائیں۔ **سرمہ زنگاری:**۔ آشوب چشم ککرے۔ جالا۔ سبل اور ناخونہ کے لئے بیحد مفید ہے۔ قیمت عہ فی تولہ نمونہ کیلئے ۲ر کے ٹکٹ بھیجیں۔ **سرمہ سرس:**۔ بارہ سیر ترپھلا کے پانی کو خشک کر کے تین سیر پانی رہ جانے پر سات بجھاؤ دیئے جاتے ہیں۔ اور پھر سرس کے ٹھنڈے میں آگ دیکر تیار کیا جاتا ہے۔ قیمت ۸ر فی تولہ نمونہ ۲ر کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جا سکتا ہے۔ نوٹ:۔ تمام مذکورہ بالا سرمہ جات میں سادہ سرمہ کی بجائے سرمہ سرس ڈالا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ یہ سرمے دوسرے تمام سرموں میں ممتاز ہیں۔ فہرست ادویہ مفت طلب فرمائیں۔ پروپرائٹر طبیہ عجائب گھر قادیان۔

مفت اگر آپ کے پیارے بچے کو گھنڈی پڑ گئی ہو۔ ہرے پیلے دست آتے ہوں۔ بچہ دودھ الٹ دیتا ہو۔ تالو نرم پڑ گیا ہو۔ کان پتلے پڑ گئے ہوں۔ گردن سوکھ گئی ہو۔ بچہ نہایت کمزور اور نڈھال ہو گیا ہو۔ ڈاکٹروں اور حکیموں کی کوششیں لاحاصل رہی ہوں۔ تو **انڈین پوڈر** کی طرف دو تین خوراکیں بچہ کو دیکر خدا کی قدرت کا ملاحظہ کریں۔ قیمت ایک روپیہ نمونہ ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت۔

ریسٹورین طاقت اور امساک پیدا کرنے کی حیرت انگیز دوا ہے۔ قیمت دو روپیہ۔ **پتہ:۔ ریسٹورین لیباریٹری قادیان۔ پنجاب۔**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبروں کا انتخاب

— پیرس ۱۱/ جون۔ آج صبح جب لوگ خواب سے بیدار ہوئے۔ تو پیرس کو غلیظ دھوئیں کے سیاہ بادلوں سے ڈھکا ہوا پایا۔ جو دشمن کے آتشگیر بموں سے اردگرد کے علاقہ میں لگی ہوئی آگ کا تھا۔ غیر ملکی سفارت خانے سب یہاں سے جا چکے ہیں۔ پیرس کے حفاظتی مورچوں پر سخت جنگ ہو رہی ہے۔ فرانسیسی افواج مورچوں پر ڈٹی ہوئی ہیں۔ وزیر اعظم محاذ جنگ کو روانہ ہو گئے ہیں۔

— لنڈن ۱۱/ جون۔ روم سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ اٹلی کی فوجیں حبشہ سے افریقہ کی برطانوی نوآبادی کینیا کی سرحدات پر جمع ہو رہی ہیں۔

— لاہور ۱۱/ جون۔ وزیر اعظم پنجاب نے ایک طویل بیان میں کہا ہے۔ کہ حکومت کو اپنے خاص ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ خاکساروں کا تعلق دشمن کے ساتھ ہے۔ گو ممکن ہے۔ اس میں کام کرنے والے بعض اس سے آگاہ نہ ہوں۔

— روم ۱۲/ جون آج لڑائی کے متعلق اطالوی حکومت نے پہلا اعلان شائع کیا۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ اٹلی کی بحری۔ بری اور ہوائی فوجیں اپنے اپنے ٹھکانوں پر جو پہلے سے تجویز کر لئے گئے تھے۔ پہنچ گئی ہیں۔ اطالوی طیاروں نے مالٹا پر دو بار بم برسائے اور اپنے اڈوں پر واپس آ گئے۔ لیبیا میں دو انگریزی ہوائی جہاز نیچے گرا لئے گئے۔ آج مالٹا پر پھر حملہ کیا گیا۔ انگریزی توپوں نے خوب گولے برسائے۔

— لنڈن ۱۲/ جون۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ لڑائی کی مشکلات اور بڑھ گئی ہیں۔ جرمن فوج کے مسلح موٹر دستے دھوئیں کے بادل چھوڑ کر اسکی آڑ میں کشتیوں کے پل بنا کر فرانسیسی مورچوں میں آ گھسے ہیں۔ جنرل ویگان اسکی پروا کئے بغیر کہ کون کونسا علاقہ خالی کرنا پڑا ہے۔ دشمن کی فوج کو تھکا رہے ہیں۔ فرانسیسی فوجیں بھی بار بار جوابی حملے کر رہی ہیں۔ جرمن پیدل فوجیں اب کچھ تھکی ہوئی نظر آتی ہیں۔ سب سے امید افزا پہلو یہ ہے۔ کہ دشمن کو ایک ایک گز کے لئے سخت لڑائی کرنی پڑتی ہے۔

— پیرس ۱۲/ جون۔ دس لاکھ لوگ شہر چھوڑ کر جا چکے ہیں۔ دکانیں بند ہو چکی ہیں۔ اب صرف وہ لوگ باقی ہیں۔ جو کارخانوں وغیرہ میں کام کرتے ہیں۔ یا شہر کے دفاع کی خدمات پر مامور ہیں۔ فرانسیسی حکومت اور ریڈیو سٹیشن بھی دوسری جگہ چلے گئے ہیں۔

حبّ اٹھرا رجسٹرڈ

(آرڈر دیتے وقت اخبار کا حوالہ دیں)

اسقاط حمل کا مجرّب علاج ہے

جن کے حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز نیلے دست۔ قے۔ ہچکی۔ درد پسلی۔ یا نمونیہ ام الصبیان پرچھاواں یا سوکھا بدن پر پھوڑے۔ پھنسی۔ چھالے۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دے دینا۔ اکثر لڑکیاں پیدا ہونا۔ لڑکیوں کا زندہ رہنا۔ لڑکے فوت ہو جانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان بے چراغ کر دیئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائیدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب رض طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ قیمت فی تولہ ۸/ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر گیارہ روپے علاوہ محصولڈاک۔

حب مفید النساء

یہ گولیاں عورتوں کی مشکلکشا ہیں۔ ان کے استعمال سے ایام ماہواری کی بے قاعدگی۔ کم آنا۔ زیادہ آنا۔ ملوں کا درد۔ کولہوں کا درد۔ متلی قے۔ چہرہ کی بے رونقی۔ چہرہ کی چھائیاں۔ ہاتھ پاؤں کی جلن۔ اولاد کا نہ ہونا وغیرہ سب امراض دور ہو جاتے ہیں۔ اور بفضل خدا اولاد کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک (عہ)

المشتہر: حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفۃ المسیح اول اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لالہ ملاوامل صاحب حکیم قادیان کو اکثر احباب جانتے ہیں۔ ان کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے "قدیمانہ تعلق رہا ہے۔ انہوں نے بعض ادویہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفہ اول رض کے نسخوں کے مطابق تیار کی ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ان ادویہ کے متعلق سفارش کی خواہش کی ہے۔ سو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے منشاء کے مطابق یہ سفارش فاروق میں شائع کی جاتی ہے۔ کہ حاجتمند احباب لالہ ملاوامل صاحب "قادیان سے ان کی تیار کردہ ادویہ خرید کر فائدہ اٹھائیں۔ والسلام۔ (خاکسار پرائیویٹ سکرٹری)

چند نہایت مفید اور مجرّب ادویہ

معجون مبارک } جو دماغ اور بصارت کے لئے ازحد مفید ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب ہمیشہ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ قیمت اڑھائی روپیہ فی سیر۔

سفوف نور } جو ابتداء نزول الماء میں نہایت مؤثر ہے۔ اور ویسے بھی نظر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت پندرہ خوراک سوا روپیہ۔

معجون دلشاد } باہمہ صفت موصوف جیسی نیت ویسی مراد۔ نئی طاقت اعصابی کمزوری دل و دماغ۔ معدہ جگر کو بہت مفید ہے۔ چستی۔ پھرتی۔ خوشی فوراً حاصل ہوتی ہے۔ نیز اختناق الرحم کا عمدہ علاج ہے۔ ہر انسان حسب منشاء فائدہ اٹھائیگا۔ پندرہ خوراک وزنی ۷ تولہ قیمت تین روپے۔

سفوف نشاط } یہ ایک بہت مفرح اور مقوی دوا ہے۔ استعمال سے پہلے اپنا وزن کر لو۔ دو ہفتہ بعد دیکھو۔ کہ وزن میں پہلے کی نسبت کتنا اضافہ ہوا۔ صحت کی خرابی یا بے اعتدالی سے مقصد میں کمی آ چکی ہو۔ اسکی تلافی اس سفوف کا کرشمہ ہے۔ اور جائز طور پر جس امساک کی ضرورت ہو۔ وہ اس سے یقیناً حاصل ہو جاتی ہے۔ جہاں پہلے پژمردگی اور مایوسی تھی۔ وہاں بارونق و خوشنما چہرہ دکھائی دیگا۔ پرہیز شرط ہے۔ قیمت پندرہ خوراک اڑھائی روپیہ

معجون روشن دماغ } یہ دوائی ذہن کو بہت تیز کرتی ہے۔ اور کند ذہن اور کمزور دماغ لوگوں کے لئے خاص چیز ہے۔ طلباء اور دوسرے حاجتمند یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت پندرہ خوراک ۱۲/ تفصیلات کے لئے مفصل اشتہار منگا کر ملاحظہ فرمائیں۔

اکسیر بواسیر } یہ نسخہ بواسیر ایک سنیاسی مہاتما کا فرمودہ ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے ساتھ ہی حکیم جناب مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اس نسخہ کو بہت پسند فرمایا تھا۔ فی الواقعہ ہر قسم کی بواسیر کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ سینکڑوں اصحاب اس سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ نیز جو بچے پھوڑے۔ پھنسیاں خرابی خون اپنے ساتھ ہی لاتے ہیں۔ ان کی ماتاؤں کو چاہیئے۔ کہ امید کے دنوں میں دو تین مرتبہ اس دوائی کا استعمال کرائیں۔ قیمت پندرہ خوراک ایک روپیہ (عہ)

مذکورہ بالا ادویات ہر موسم میں قابل استعمال ہیں۔ علاوہ ازیں مرکبات مثلاً جوارش جالینوس اطریفل زمانی وغیرہ و عرقیات و خشک ادویات عمدہ مل سکتی ہیں۔ (آرڈر دیتے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

المشتہر:۔ (لالہ) ملاوامل حکیم بڑا بازار قادیان